الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه

البيان

لفصاحة القرآن

هذا بيان للناس وهدى وموعظة للمتقين

قد طبع هذا الكتاب بعون الله الوهاب باهتمام محمد عبد الواحد غفر له الله الواحد

في المطبع الانتظامي في بلدة كانفور ١٣١٠

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد

کتاب سنین اسلام مؤلفہ ڈاکٹر لیٹنر مین بضمن حالاتِ عرب لکھا ہی کہ شروع اسلام اور اس سے سو برس پہلے انمین ایک فخر اور بھی تھا یعنی فصاحت و بلاغت چنانچہ اسمین انھون نے اس قدر اقتدار بہم پونہچایا تھا کہ ایک فصیح صاحب تقریر جماعت کثیر کو صرف اپنے قدرت کلام سے جس ارادے سے چاہتا تھا روک لیتا تھا اور جدھر چاہتا جھونک دیتا تھا یہ کمال اس مرتبے پر پونہچا تھا کہ فصاحت قرآن کے لیے معجزہ ٹھہرے کلام کا اثر یہان تک بڑھ گیا تھا کہ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا یہ جوہر انکا ذاتی تھا کہ اشرف خاندانون کے بچے لطف زبان مثل طوطی اور ہزار داستان کے ساتھ لیکر پیدا ہوتے تھے جب معرکۂ جنگ مین رجز خوانی سے شجاعت کے جوش و خروش مین آجاتے تھے تو مخالفون کے جی چھوٹ جاتے تھے جب اپنے کشتون کی لاش پر نوحہ کرتے تھے تو سننے والون کے آنسو نکل پڑتے۔ گل و بلبل کی سی عبارت آرائی تو جانتے نتھے جنگل کے صحرائی اور پہاڑون کے شکاری تھے مگر زبان مین خدا نے وہ زور دیا تھا کہ جب اپنے ارادے پر کمر باندھکر قبیلے مین کھڑے ہو جاتے تو ہزارون کے دل ادھر اُدھر کر دیتے باوجود اسکے تکلیف و رآورد بالکل نتھی جو تھا اصل بیان اور صفائی زبان تھی ایسے صاحب کمال خطیب کہلاتے تھے اور جس قبیلے مین ایسا کوئی شخص ہوتا تھا اسکے نام سے قبیلہ نامی گرامی تھا جبل عرفات کے نیچے مکّے کے پاس عکاظ ایک مقام کا نام ہی وہان برسوین دن بازار لگتا تھا صد

(حاشیہ) سلہ اشعار کہ بزبان در معرکہ و جنگ و در مقام مفاخرت از مردانگی و شرافت قوم خود می خواندند رجز گفتند

کو ہیں گے لوگ خرید و فروخت کی چیزیں لاکر ہزاروں کے لین دین کرتے تھے مگر حق پوچھو تو اصل فائدہ اس میں
یہی تھا کہ ایک قبیلہ بلکہ ایک گھر کی ادنی برائی یا بھلائی اس مجمع میں کھل کر فوراً تمام عربستان میں پھیل
جاتی تھی ہر ایک بات کے ڈھنگ بے تکلف اور سیدھے سادے تھے مگر نہایت پُرتاثیر چنانچہ جسطرح یونان میں
کسی زمانے میں کشتی گیر اور شہسوار دنگل میں زور آزمائیاں اور اسپ تازیاں کیا کرتے تھے یہاں شعرا طبع
آزمائیاں کیا کرتے تھے تمام عرب کے بدوی لوگ اور ملک ملک کے مسافر جو آئے ہوئے ہوتے تھے بڑے
ذوق و شوق سے جمع ہو کر ایک میدان میں بجوش سلوب بیٹھ جاتے تھے انہیں سے ایک شخص کہ اپنا نام یا کام
یا مقام کچھ نہ بتاتا تھا دفعتاً اُٹھ کھڑا ہوتا تھا اور حفظ اپنے اشعار پڑھنے شروع کر دیتا تھا بنیاد اُن اشعار کی
بہادری جوش و خروش خونریزی فخر خاندانی رفاقت دوستانہ سخاوت مہمان نوازی نیکنامی دوامی فرحت
مقام دریاؤں کی روانی جنگلوں کی ویرانی کوہستان وحشت ناک خوشنما جزیرے سرسبز جنگل اور ٹیلے حیوانات
کی وحشت یا گھوڑوں اور اونٹوں کی تعریف یا عشق یا دل کی اُداسی اور طبیعت کی پریشانی وغیرہ غرض
اسی قسم کے مضامین پر یہ لوگ اشعار پڑھتے تھے اور فقط کلام کا اثر اُن انجان لوگوں سے اپنے مصنف کو
ایسے بے لاگ صلے تحسین یا نفرین کے دلواتا تھا کہ تمام میلے میں ایک دھوم مچ جاتی تھی ڈلفی میں بھی لوگوں کی
ادنی سے عزت ملتی تھی یہاں جو قصائد خلعت قبول پاتے تھے وہ ہرن یا بکری یا اونٹوں کی جھلیوں پر ابریشمی
کپڑوں پر سنہرے نقش و نگار ہو کر کعبے کے دروازوں پر آویزاں ہوتے تھے اور مذہبیہ یا معلقہ
کہلاتے تھے یہ صاحب قصیدہ کے لیے بڑا فخر ہوتا تھا اور سب قبیلوں سے مبارکبادی کے خطوط آتے تھے
حق پوچھو تو وہ بازار عام رائے لینے کے لیے ایک جمہوری کونسل کا جلسہ تھا غرض کعبے کی برکت یا اس شاعری
کے بہانے سے اُس صحرای وحشیانہ میں اس معاملۂ اتفاقی نے عجیب عجیب کام کیے ہمت اور شجاعت
عام پسند ہو گئی نسب دانی اور معلومات خاندانی سے بڑھکر لوگ تاریخ دان ہو گئے خاص پسند باتیں عام پسند
ہو گئیں ان زبان آوروں کا رعب و داب عزت و وقار سب پہ چھانے لگا وحشی صحرائی مل بیٹھنے سے انسانیت
سیکھ گئے اور آپس کی کشاکشی بھی کم ہونے لگی پاکیزہ پاکیزہ الفاظ فصیح محاورے نمکین اصطلاحیں اور قصہ
اسب حوالے استعمال میں آنے لگے بے تکلف اور بے مبالغہ کلام میں گرمی اور زور تاثیر پیدا کرنے کا

شوق بوڑھے سے لیکر بچے تک عام ہوگیا اسی بازار کا سبب ہی کہ زبان عرب مین [illegible] اور [illegible]
کے لیے وجہ تسمیہ ہین اور اُسی طرح ابتک مشہور رہین چھوٹی چھوٹی باتون کے قصّے یہان تک کہ ایک بدوی
عورت نے جو لفظ اپنے اونٹ کو پانی پلانے مین کہا وہ بھی مشہور ہو کر گھر گھر زبان زد ہوگیا جسکو ابتک شعرا
جہان چاہتا ہی نظم و نثر مین کہاوت کی طرح بول جاتا ہی کہ یہ شہرت آج اخبارون مین اشتہار دینے سے بھی
نصیب نہین ہوتی انتہیٰ - اور جسٹس امیر علی صاحب اپنی کتاب اے کرٹکل اگزامنیشن آف دی لائف
انڈ ٹیچنگس آف محمد مین لکھتے ہین - جزیرہ نماے عرب کے باشندون کو فقط فن شعر اور فصاحت و بلاغت اور
علم نجوم کا شوق تھا عقدہ[۲۱] کے سالانہ جلسون مین شعراے عرب طبع آزمائی کی غرض سے مشاعرے کرتے
تھے اور قبائل عرب مین علی الخصوص اُن قبائل مین جو عرب مین سکونت پذیر تھے اور خانہ بدوش نہ تھے
طرز حکومت ایسا تھا کہ کسیقدر شخصی اور کسیقدر جمہوری تھا اور اُنکو اپنی آزادی اور خودسری پر ہمیشہ گھمنڈ
رہتا تھا اور اسیوجہ سے علم فصاحت و بلاغت مین اُنھون نے بڑی ترقی کی تھی الغرض ان وجوہ سے
عرب کی زبان مین ایک عجب حُسن و لطافت پیدا[۲۲] ہوگئی تھی شعر گوئی اُنکی جان اور روح تھی یہان تک
لڑائیون مین بھی وہ آتش مزاج صحرائی اپنی عورتون کی غزلخوانی کی برکت سے دشمن پر فتحیاب ہوتے تھے
اور اُس سے انتقام لیتے تھے انتہیٰ - اب جاننا چاہیے کہ اُنھین لوگون مین تئیس[۲۳] برس تک قرآن شریف نازل
ہوتا رہا اور اُنکے ہر قبیلے و جلسے مین علی رُوس الاشہاد عموماً لوگون کو بار بار سنایا گیا پس جس جس قبیلے کے لوگ
تو فقط اسکی فصاحت و بلاغت ہی پر فریفتہ ہو کر مسلمان ہوگئے اور جو لوگ دولت اسلام سے مشرف
نہوے وہ بھی اسکو فصاحت و بلاغت مین بے نظیر ہی سمجھتے رہے کسی نے کبھی اسکی عبارت و فصاحت پہ
کوئی اعتراض نکیا من ادعیٰ فعلیہ البیان ہان کسی نے اگر اعتراض کیا تو یہی کہ یہ دلون کو ایسا موہ
لیتا ہی جیسے جادو آدمی کو بے اختیار کردیتا ہے یا ولولون کے اُبھارنے اور شوق و منصوبون کے بڑھانے مین
یہ عمدہ اشعار و اراجیز[۲۴] کا کام کرتا ہے غرض بموجب ع ولا عیب فیھم غیر ان سیوفھم + بھن فلول
من قراع الکتائب + کے اعتراض کیا تو یہی سب اعتراض کیا مگر کسی نے یہ کبھی نہ کہا کہ قرآن کا فلان لفظ
غیر فصیح ہی اور فلان جملہ قبیح یا فلان غیر منعقد اور فلان غیر منتقد وغیرہ وغیرہ چنانچہ اہل قرآن کے سوا مورخین

[۲۱] عقدہ عکاظ کا شاید دوسرا نام ہے یا عرب کے قریب کوئی دوسرا مقام ہے ۱۲ محفوظ

[۲۲] ڈی سیلین صاحب کا ترجمہ تاریخ ابن خلدون دیباچہ صفحہ ملاحظہ ہو ۱۲ مؤلف

[۲۳] جمع رجز ۱۲ محفوظ

مخالفین نے بھی ان واقعات کو اپنی تواریخ و تصانیف مین متواتر نقل کیا ہی اور بڑے بڑے علماے مسیحین نے بھی قرآن کی عبارت و فصاحت کو بیمثل تسلیم کریا ہی چنانچہ ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب اپالوجی مین لکھتے ہین باین غرض کہ اوصاف قرآن بخوبی ظاہر ہوجاوین یہ بات ناظرین کے ذہن نشین رہے کہ جس زمانے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تھے فصاحت لسان اور صفاے بیان عرب مین بہت ترقی پر تھی اور شعر و سخن کی بھی بڑی قدر تھی چنانچہ ایک مورخ اہل اسلام کہتا ہی کہ اعجاز قرآن صفاے بیان اور لطافت عبارت اور تناسب فقرات مین ہی پس جو شخص اجنبی اسے تلاوت ہوتے سنتا ہی فوراً متنبہ ہوجاتا ہی کہ یہ عبارت تمام عبارت عربیہ سے اشرف اور اولیٰ ہی کوئی جملہ اسکا کسی عبارت مین نقل ہو اگرچہ وہ عبارت کیسی ہی لطیف ہو مثل لعل درخشان کے ہی اور ایسا چمکتا ہی جیسے وہ جواہر جسکی جوت سے نظر خیرگی کرے اور اسکی عبارت ایسی ہی کہ کوئی شخص ویسی تحریر نہین کرسکتا اور جب سے یہ کتاب مشہور ہوئی تمام علما و فضلا اس مین متحیر اور متعجب رہے و اضح ہو کہ سب لوگ قرآن کو معجزہ دائمی قرار دیتے ہین اور اسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رسالت کے اقوی دلائل گردانتے تھے اور افصح فصحاے عرب سے جنھین شب و روز یہی دھن رہتی تھی کہ کسطرح عبارت آرائی مین کمال پیدا کیجیے علی رؤس الاشہاد دعوی کرکے فرماتے تھے کہ ایک ہی سورہ اسکے مثل کی لاؤ روایت ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شریعت کو علانیہ لوگون پر ظاہر کیا تو جب تک ایک شخص ابن ربیعہ نامی باشندہ یمن کافر تھا اور یہ شخص اُن سات شاعرون مین سے تھا جنکے قصائد مسمی بمعلقات تبرکاً و تیمناً کعبے مین معلق تھے اور انھین سے ایک قصیدے کی ابتدا مین یہ شعر تھا ؎ الا کل شیٔ ماخلا اللہ باطل - وکل نعیم لا محالۃ زائل تھوڑے عرصے تک تو ایسا کوئی شاعر نکلا کہ اس بیت کے مثل کوئی شعر کہتا لاکن آخر الامر وہ سورۃ قرآن جسے سورۂ براۃ کہتے ہین کسی دروازے پر کعبے کے معلق کی گئی پس جب ابن ربیعہ نے پہلی چند آیتین اس سورۃ کی دیکھین تو ایسا متحیر و متاثر ہوا کہ کہنے لگا کہ ایسی آیتین بے وحی الٰہی کوئی شخص نہین کہہ سکتا اور فوراً اسلام قبول کرلیا واضح ہو کہ عرب کو جو تلاوت قرآن سے تعجب اور تحیر پیدا ہوتا ہی تو اُسکی یہ وجہ ہی کہ اس کتاب کی عبارت ایسی عمدہ ہی کہ سحر کہنا چاہیے اور یہی سبب ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نثر شعر کی خوبیون سے مزین کی ہی اسواسطے کہ آیات مین قافیہ بندی کی ہی اور اسطرح لکھی ہی کہ کہین سلسلۂ عبارت منقطع نہین ہوتا

اور اختلاف طرز تحریر سے لطف عبارت اور بھی زیادہ ہو گیا ہی چنانچہ بعض مقامات پر نثر اور [illegible]
مین نہین لکھا ہی بلکہ عبارت مین رنگینی اور قافیہ بندی کی ہی جیسا کہ ایک مقام پر گویا جناب باری کی تصویر
کھینچی ہی کہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہی اور اپنے بندون پر قواعد و احکام نافذ فرما رہا ہی اور وہ آیات جنمین نعمات
بہشت کا ذکر ہی ایسی فصیح اور شیرین ہین کہ انکے سننے سے دل بیچین ہوا جاتا ہی اور جنمین شعلہای آتش جہنم کا بیان
ہی اُنسے ایسی دہشت اور خوف معلوم ہوتا ہی کہ قلب ٹکڑے ہوا جاتا ہی اور یہی صاحب لکھتے ہین راقم کہتا ہی کہ
من حیث الفصاحۃ والبلاغۃ قرآن افضل و اشرف کتب ممالک مشرقیہ ہی از بسکہ باشندگان ممالک مذکورہ
کو قدیم الایام سے شعر سے ایک مذاق خاص ہی لہذا موافق انکی مذاق طبیعت کے اکثر قرآن مقفی لکھا گیا ہی اور یہ بات
سب قائل ہین کہ یہ کتاب بکمال نفاست و لطافت عبارت محاورۂ قبیلۂ قریش مین جو اعلی اور اشرف قبائل عرب
تھا لکھی گئی ہی لیکن بعض مقامات پر اور قبیلے کے محاورات بھی لکھے ہین اگرچہ یہ امر بہت شاذ و نادر ہی
کلادیب یہ کتاب زبان عرب کی محک ہی اور مضامین عالیہ اور استعارات لطیفہ سے مملو ہی اور اگرچہ بعض مقامات پر
اسکی عبارت مبہم ہی اور درجۂ تعلّی کو پہنچ گئی ہی تاہم اکثر عبارات و مضامین ایسے عالی اور موثر ہین کہ مصدق
قول گوئٹھ ہین مورخ موصوف و مشہور کہتا ہی کہ قرآن ایسی کتاب ہی کہ پہلے تو پڑھنے والے کو اسکی عبارت سست
اور بے لطف معلوم ہوتی ہی لیکن بعد ازان اُسکی خوبیون پر فریفتہ ہو جاتا ہی اور آخرالامر اُسکی خوبصورتیون پر
ایسا شیفتہ ہو جاتا ہی کہ تاب ضبط نہین باقی رہتی انتہی - اور گاڈفری ہگنس نے ویٹ صاحب کا قول لکھا ہی کہ اس
الہام یعنی قرآن کی عمدہ عبارت اور اُسکے جملون کا میل اور بلندی خیالات کو سب نے تسلیم کیا ہی پھر اُسکا یہ قول ہی
کہ قرآن کی اصل خوبی کے ہم منکر نہین ہین ہم اُسکی عبارت کو عموماً خوشنما اور اکثر فائق مانتے ہین جیسا صاحب موصوف
لکھتے ہین کہ اسکو پریڈو کس نے بھی تصدیق کیا ہی جسکا یہ قول ہے یہ تسلیم کرنا ضرور ہے کہ قرآن کی عبارت اور
زبان عربی زبان کی عمدگی کا نمونہ ہی اور مدرس سکندر فریزر ٹیٹلر نے اپنی لب التواریخ مین لکھا ہی یہ عجیب بات
ہی کہ اس کتاب کی عبارت ایسی شستہ و رفتہ ہی کہ زبان عربی کے لیے ایک نمونہ ٹھہرا اور محمد نے اپنی نبوت
کی صداقت کے لیے مخصوص اسکی عبارت پر بنیاد ڈالی اور دوسرے آثار نبوت کے فقدان مین اُسنے اپنی
بے علمی کو قرآن کی عبارت سے بنسبت دیگر دعوی مصمم کیا کہ اعجاز کے لیے قرآن کی عبارت کافی ہے

[illegible] چونکہ قرآن شریف کی عبارت کہین فصیح اور کہین فصیح تر ہے اسلیے [illegible] اسکی عبارت کہین موافق روزمرہ اور کہین اس سے بڑھی ہوئی اور کہین مبہم اور کہین متعلی معلوم ہوتی ۱۲

اور مسٹر ایڈورڈ گبن نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ قرآن کی بہت سی نقلون سے بڑی اعجاز کا سا خاصہ یگانگیت اور عدم قابلیت تحریف کا متن ثابت ہوتا ہی - اور مسٹر کارلائل کا بیان ہی کہ یہ کتاب یعنی قرآن سب سے اول اور سب سے اخیر جو محمد گیا ان مین وہ اپنے مین رکھتا ہی اور ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہی بلکہ در اصل ہر قسم کے وصف کی بنا صرف اُسی سے ہو سکتی ہی اور خطبات احمدیہ مین ہی کہ ایک اور مصنف ڈ کوارٹرلی ریویو مین قرآن مجید کی نسبت یہ مضمون لکھا ہی کہ اُن تبدلات مضامین مین جو مثل برق کے تیز رفتار مین اس کتاب کی ایک نہایت بڑی خوبصورتی پائی جاتی ہی اور گوتھ کا یہ قول بجا ہی کہ جسقدر ہم اُسکے قریب پہونچتے ہین یعنی اُسپر زیادہ غور کرتے ہین وہ ہمیشہ دور کھنچتی جاتی ہی یعنی زیادہ اعلی معلوم ہوتی ہی وہ بتدریج فریفتہ کرتی ہی پھر متعجب کرتی ہی اور آخر کار فرحت آمیز تحیر مین ڈالدیتی ہی وہی مصنف ایک اور مقام پر لکھتا ہی کہ شادی اور غم اور محبت اور بہادری اور جوش کے وہ عظیم الشان اظہارات جنکی محض آوازہای بازگشت اب ہمارے کانون پر اثر کرتی ہین محمد کے وقت مین پوری پوری آواز رکھتے تھے اور محمد کو سب سے زیادہ نامی گرامی لوگون سے کچھ ہمسری ہی کرنی نہین پڑی تھی بلکہ اُنپر فوقیت حاصل کرنی تھی اور اپنے کلام کو اپنی رسالت کی علامت اور دلیل گردانا پڑا تھا ایک اور مقام پر یہی مصنف لکھتا ہی کہ ہم دفعتاً ازراہ ترجیح اس عجیب کتاب کی ماہیت کی طرف متوجہ ہوتے ہین جسکی اعانت سے عربون نے سکندر اعظم کے جہان سے بڑا جہان اور روم کی سلطنت سے وسیع تر سلطنت فتح کر لی اور جسقدر زمانہ کہ روم کو اپنی فتوحات حاصل کرنے مین درکار ہوا تھا اُسکا دسوان حصہ بھی نہ لگا یہ ایسی کتاب ہی جسکی اعانت سے جملہ بنی سام مین یہی لوگ بحیثیت سلاطین یورپ مین آئے تھے جہان کہ اہل فنیشیا تاجرون کی حیثیت سے اور یہود پناہ گیرون یا قیدیون کیطرح پر آئے تھے یہی لوگ جبکہ تاریکی محیط ہو رہی تھی یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندہ کرنے اور اہل مغرب اور اہل مشرق کو فلسفہ طب ہیئت نظم لکھنے کا خوشنما اور دلچسپ فن سکھلانے اور علوم جدیدہ کے بانی مبانی ہوے تھے اور ہم لوگون کو غرناطہ کی تباہی کے دن پر ہمیشہ کے واسطے رولانے کو آئے تھے اور مسٹر سیل اسطرح لکھتے ہین کہ یہ بات علی العموم مسلم ہی کہ قرآن قریش کی زبان مین جو جملہ اقوام عرب مین شریف ترین اور مہذب ترین قوم ہی انتہا کی لطیف اور پاکیزہ زبان مین لکھا گیا ہی لیکن اور زبانون کی بھی کسیقدر آمیزش

ہے گو وہ آمیزش بہت ہی قلیل ہے وہ لا کلام عربی زبان کا نمونہ ہے اور زیادہ پکے عقیدے کے لوگون کا یہ قول ہے
اور نیز اس کتاب سے بھی ثابت ہے کہ کوئی انسان اسکا مثل نہین لکھ سکتا اور اسی واسطے اسکو لازوال معجزہ
قرار دیا ہے جو مردے کے زندہ کرنے سے بڑھکر ہے اور تمام دنیا کو اپنی ربانی الاصل ہونیکا ثبوت دینے کے
لیے اکیلا کافی ہے اور خود محمد صلعم نے بھی اپنی رسالت کے ثبوت کے لیے اسی معجزے کی طرف رجوع کیا تھا
اور بڑے بڑے فصحاے عرب کو (جہان کہ اُس زمانے مین اس قسم کے ہزارہا آدمی موجود تھے جنکا محض
یہ شغل اور حوصلہ تھا کہ طرز تحریر اور عبارت آرائی کی لطافت مین لائق اور فائق ہوجاوین) علانیہ کہلا بھیجا تھا
کہ اسکے مقابلے کی ایک سورۃ بھی بنا دو۔ اس بات کی اظہار کے واسطے کہ اس کتاب کی خوبی تحریر کی اُن ذی لیاقت
لوگون نے دراصل تعریف و توصیف کی تھی جنکا اس کام مین مبصر ہونا مسلم ہے بیشمار مثالون کی ایک مثال کو
بیان کرتا ہون لبید بن ربیعہ کا ایک قصیدہ (جو محمد صلعم کے زمانے مین سب سے بڑے زبان آورون مین
تھا) خانہ کعبہ کے دروازے پر چسپان تھا (یہ رتبہ نہایت اعلیٰ تصنیف کے واسطے مرعی تھا) اور کسی شاعر کو
اُسکے مقابلے مین کسی اپنی تصنیفات کو پیش کرنے کی جرأت نہوتی تھی لیکن جبکہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد
قرآن کی دوسری سورۃ کی آیتین اُسکے مقابلے مین لگائی گئین تو خود لبید (جو اُس زمانے مین مشرکین مین
سے تھا) شروع ہی کی آیت پڑھکر تحیر مین غوطہ زن ہوا اور فی الفور مذہب اسلام قبول کرلیا اور بیان کیا
کہ ایسے الفاظ صرف نبی ہی کی زبان سے برآمد ہو سکتے ہین قرآن کا طرز تحریر عموماً خوشنما اور رواں ہے بالخصوص
اُسجگہ جہان کہ وہ پیغمبرانہ وضع اور توریتی جملون کو نقل کرتا ہے وہ مختصر اور بعض مقامات مین مبہم ہے اور مشرقی
ڈھنگ کے موافق پرحیرت کی صنعتون سے مرصع اور روشن اور پرمعنی جملون سے مزین ہے اور اکثر جگہ اور
علی الخصوص اُس مقام پر جہان کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و اوصاف کا بیان ہے نہایت عالی درجہ اور رفیع الشان
ہے انتہی۔ اور جسٹس امیر علی اپنی کتاب لائف اینڈ ٹیچنگس آف محمد مین لکھتے ہین فصاحت و بلاغت مین تو
یونانی بھی عرب پر گوے سبقت نہین لیگئے اور علم معانی و بیان کے قواعد کو اُنھون نے ایسا مرتب و منضبط
کر دیا کہ کسی قوم نے نہین کیا قبائل عرب کے باہمی نفاق اور حسد کی وجہ سے اُنکے محاورات مین اختلاف
تو باقی رہا مگر ایک وسیع قومی زبان اُنکی پیدا ہوگئی جو حجاز مین بولی جاتی ہے اور ہرسال مقام عکاظ مین تمام قبائل

عرب کے جمع ہونے سے اور شعرای عرب کے باہمی مباحثون اور مشاعرون سے زبان عربی ایک باقاعدہ اور لطیف وسلیس زبان ہوگئی مگر بقول ایک مورخ جرمنی کے کہ عربی زبان کو جس چیز نے ایک باقاعدہ اور مضبوط بنیاد پر قائم کردیا اور باقی رکھا وہ قرآن مجید ہی اور یہ وہ کتاب ہی جسکی برکت سی عرب نے اتنے ملکون کو فتح کرلیا جو اسکندر اعظم کی مملکت سی عظیم تر اور سلطنت قاہرہ رومیۃ الکبریٰ سے وسیع تر تھا اور جن ممالک کو اسکندر اعظم اور رومیون نے صدہا برس مین فتح کیا تھا انکو عرب نے دس بارہ برس مین مسخر کرلیا اور یہ وہ کتاب ہی جسکی برکت سے تمام اولاد سام بن نوح مین سے صرف عرب نے یورپ مین اگر سلطنت کی جہان اہل فنشیا سو اگر بنکر اور یہود مفرور اور مسافر بنکر رہے تھے اور یورپ مین سلطنت کی تو کیونکر کی کہ علم کا چراغ روشن کرکے تمام دنیا کو دکھا دیا اور جس زمانے مین ظلمت جہالت تمام یورپ پر چھائی ہوئی تھی اُس زمانے مین عرب ہی نے یونان کے علم وحکمت کو دوبارہ زندہ کیا اور فلسفہ وطب وہیئت اور شعر وسخن ایشیا ویورپ دونون اقلیمون کو سکھایا اور اندلس کو گہوارہ علوم جدیدہ بناکر غرناطہ دار العلوم کے زوال و بربادی پر آیندہ کی نسلون کو خون کے آنسو رولایا قرآن کی حقیقت کیا بیان کیجائے کہ وہ کیسی کتاب ہے اور اُسمین سادگی کے ساتھ کسقدر بلند پروازی کی ہی اور اُسکی عبارت کیسی فصیح وبلیغ ہی اور مضامین کیسے عالی ولطیف وپاکیزہ ہین اور کیسے استعارات سے مملو ہی اور کیسے کیسے مضامین آبدار صاعقہ دار چمک رہے ہین جنسے ثابت ہوتا ہی کہ ایک ناصح امین نصیحت کر رہا ہی اور ایک حکیم فلسفی اسرار وغوامض حکمت الٰہی بیان کر رہا ہی اور ایک ستم رسیدہ محب وطن کس جوش وخروش اور ولولہ وطنطنہ سے اپنی قوم کی بداعمالی اور ذلت ودخواری پر زجر وتوبیخ کر رہا ہی اور ان سب امور کے ساتھ ہی خداوند عالم وعالمیان ایک عبد صالح کے ذریعے سے اُن اصول حقہ کو جنپر کل عالم اخلاق کا دار ومدار ہے کیونکر ظاہر کر رہا ہی اور جو رعب وہیبت احکام قرآنی سُنکر اُس زمانے کے بڑے بڑے شعرای عظام کے دل پر طاری ہوتا تھا اُس سے ثابت ہوتا ہی کہ اس کلام پاک کی کیسی قوی تاثیر اُس قوم پر ہوئی تھی گو قرآن مجید کی آیات اس وجہ سے متفرق اور پریشان معلوم ہوتی ہین کہ مختلف اوقات مین نازل ہوئین اور اُن ساعات مین نازل ہوئین جبکہ کفار طرح طرح کی ایذائین اور رنج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچا رہے تھے یا جب آپ میدان کارزار مین مصروف جہاد تھے یا صرف مقاصد عملی کے لیے نازل ہوئی تھین تاہم قرآن مجید مین ایک قوت اور متانت اور ایک جوش و ولولہ ایسا پایا جاتا ہی جس سے

صاف اس آیت قرآنی ہدایت کی تصدیق ہوتی ہے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ یا جیسے کہ ایک
فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے **شعر** در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند + ہرچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم ہم اس
زمانے مین اہل یورپ کی عادت پڑگئی ہے کہ قرآن مجید کا استخفاف و استہجان کرتے ہین اور فصاحت بیانی اور عالی
مضمونی کے اعتبار سے اسکو ادنی ادنی یونانی اور لاطینی کتابون سے بھی کم سمجھتے ہین اسلیے اس مقام پر ہم
ووڈش صاحب مورخ کا کلام بجنسہ نقل کرتے ہین تاکہ ہماری یہ راے تعصب مذہبی پر نہ محمول کیجاے وہ فرماتے
ہین کہ وہ کلمات رنج وراحت اور عشق ومحبت اور ہمت وشجاعت اور غیظ وغضب جنکی کچھ خفیف سی صدائین
اب ہمارے کان مین آتی ہین پیغمبر اسلام کے زمانے مین بہت پرمعنی اور پرتاثیر کلمات تھے اور آپ کو افصح الفصحا اور
ابلغ البلغا سے صرف برابری نہین کرنی پڑی بلکہ انپر فوق لیجانا پڑا اور جو کچھ آپ فرماتے تھے اسکی فصاحت و
بلاغت کو اپنے دعوی رسالت کی دلیل گردانا پڑا آپکے پیشتر کے شعرا نے عاشقانہ اشعار بہت کہے تھے
چنانچہ عنترہ نے جسکے عشق کا حال ایک بہت مشہور داستان مین لکھا ہے اور امرءالقیس نے جسکو آنحضرت
صلعم نے پیشواے شعراے عرب مگر رہنماے اہل جہنم فرمایا ہے نہایت عالی اور آبدار مضامین عشقیہ نظم کیے اور شراب
وکباب اور معشوقان ماہ وش وسیمین تن کی تعریف مین فصاحت وبلاغت کے دریا بہا دیے مگر آنحضرت صلعم
نے عاشقانہ مضامین نہین نظم کیے نہ کوئی عاشقانہ غزل کہی اس دنیاے فانی کے رنج وراحت نہ عرب کی
شمشیر آبدار وشتر بے مہار نہ عرب کے رشک وحسد اور خواہش انتقام نہ کسی قوم وقبیلے کے آبا واجداد کی شجاعت
وجوانمردی نظم کی نہ کوئی ایسا مضمون فرمایا جس سے معلوم ہو کہ آپ کے نزدیک وجود بشر کی کوئی حقیقت ہی نہین
ہے اور انسان کے لیے فناے محض ومطلق ہے الغرض آپنے لوگون کو شعر وسخن نہین سکھایا بلکہ اسلام سکھایا اور کیونکر
سکھایا کہ زمین وآسمان کو شق کرکے جنت ونار کو مجسم کرکے دکھا دیا لقولہ تعالی وَمَا هُوَ بِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ووڈش صاحب
کی تقریر اینبار کوارٹرلی ریویو صفحہ ۲۷ مین ملاحظہ ہو اور اسی مین یہ صاحب فرماتے ہین پروفیسر مارس صاحب مرحوم
کا قول ہے کہ کوئی چیز عیسائیان روم کو اس ضلالت وغوایت کے خندق سے نہ نکال سکتی تھی جس مین وہ گر پڑے
تھے سواے اس آواز کے جو سرزمین عرب مین غار حرا سے آئی اسی آواز نے اعلاء کلمۃ اللہ دنیا مین کیا جس سے
یونانی انکار کرتے جاتے تھے اور اعلاء کلمۃ اللہ ایسے عالی پیرایے مین کیا کہ اس سے بہتر ممکن نہ تھا سچ ہے

اُتر کر خر اسے شوقوم آیا + اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا + اب ان حضرات کی ان تصریحات و تصنیفات کے سوا یہ بھی جاننا چاہیے کہ بہت سے عربی دان عیسائیون نے قرآن شریف کا ترجمہ روسی و فرانسیسی و جرمنی و انگریزی وغیرہ مین کیا ہی لیکن کبھی کسی نے اسکی فصاحت و بلاغت پر کچھ چون و چرا نکیا بلکہ جرمن و فرانس کے لوگون نے تو قرآن کو عربی کی ایک ایسی بیمثل فصیح و جلیل الشان کتاب سمجھا ہی کہ جو لوگ وہان عربی سیکھتے ہین اُنکی کتب نصابیہ مین اسکو داخل کیا ہی غرض مخالفین قرآن سے بھی قرآن کی فصاحت و بلاغت وغیرہ برابر منقول ہوتی چلی آتی ہی ع فالفضل ما شهدت به الاعداء + دیکھیے بالفعل لنڈن مین مسٹر سیز الس نے بطور ڈکشنری قرآن ایک کتاب مسمی بسلک البیان فی مناقب القرآن لکھی ہی اور اُسمین اسکے ہر ہر لفظ کی تحقیق کی ہی لیکن کہین کسی لفظ کی عدم فصاحت وغیرہ کی بابت کچھ نہین لکھا ہی پس جب ان مخالفین و نکتہ چین لوگون نے بھی اسکی عبارت و عربیت کو بیمثل تسلیم کر لیا ہی تو اب اسپر کون مُنھہ آسکتا ہے خصوصاً کوئی عیسائی بمقابل اپنے ان بزرگوار و اکابر کے کیونکر دم مار سکتا اور لب ہلا سکتا ہی ع مگس نہ دعوی پروانہ لب فرو بندد + چو جبرئیل در آید ببال جنبانی + لیکن باوجود اسکے بھی آجکل کے بعض متنفرہ جنکو عربی کے سوا اُردو اپنی مادری زبان بھی نہین آتی اور معمولی درسی کتابون کی عبارت بھی صحیح نہین پڑھی جاتی بموجب من لم یحسن الفقه فقد صنف فیه کتابا کے اُنھون نے قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت پر اعتراض کرنے کو اپنا مایۂ فخر و سرمایۂ قابلیت و امتیاز سمجھا ہی چنانچہ ایک صاحب نے اپنے رسالۂ ناتمام المسماة بنفحة الاسلام مین یہ لکھا ہی قوله حمد چمن پیرای کُن فکان و رنگین فرمای شقائق نعمان و نگار آرای گل و ریحان کے بعد عاصی حسن علی منظر مدعا ہی کہ علمای دین محمدیہ سطر گیارھوین و بارھوین صفحہ دسوان مختصر المعانی مطبوعہ مطبع احمدی کو ملاحظہ فرمائین والضابطة ههنا ان کل ما یعده الذوق الصحيح ثقيلا متعسر النطق فهو متنافر سواء كان من قرب المخارج او بعدها اور یہان تنافر کی شناخت کے لیے یہ ضابطہ بیان کیا ہی کہ ذوق صحیح تنافر کُل کو ثقیلاً متعسر النطق کے لیے شمار کرے پس وہی متنافر ہی برابر ہی کہ متنافر قرب المخارج سے ہو یعنی جو حروف کہ ایک مخرج سے نکلے ہون وہ قریب قریب ہون یا بعید بعید امثلہ قرب المخارج نحو اعهد سورۂ یٰس ع سورۂ آل عمران ع

عہد احد اخذ اعداء اعلون اخرٰی اعقاب اغنیاء اخرجوا اخزیت اعدت اخلق سورۃ البقرۃ ع اخراج اھلہ احق اعجب اعلو احل اخطأنا اغرقنا سورۃ النساء ع اعرضوا احصن اعتدنا اخوات اعد اخرتنا احسانا سورۃ الانعام ع اعبد اھواء احسن احب سورۃ المائدۃ ع احیاء سورۃ الھود ع اھلک اعوذ احکم اعظ اعین اخاف اعمال اشلہ بعد المخارج نحو اسرع سورۃ الانعام ع سورۂ یونس ع اسرع استعجال سورۃ البقرۃ ع اتخذ عہدہ اتخاذ انعمت اضعافا اکراہ ابتغاء اصلاح اصحب اخرۃ اربعۃ اشھر افرغ ھذہ اطعنا اتخذوہ اب انصاف فرماکے اشلہ مسطورۃ الصدر سواء من قرب المخارج او بعدہا عبارت علامۃ التفتازانی قبول فرمائین ورنہ صاف صاف مطلب مع اشلہ بزبان اردو تحریر فرمائین **اقول** مشہور ہی کہ یہ پادری صاحب لکھنؤ کے رہنے والے ہین اور مدت تک ڈونٹی کالج الہ آباد کے پروفیسر رہے یا پادری ہوپر صاحب کے نیچے کچھ کام کرتے رہے ہین اور یہان کلکتے مین بھی ایک معزز پیچر بلکہ بہت سے پیچرون کے افسر ہین لیکن باوجود اسکے بھی تو پادری صاحب عربی سمجھتے ہین اور نہ اردو جانتے ہین ع بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا * جو چیرا تو ایک قطرۂ خون نہ نکلا * چو بانگ دہل ہولم از دور بود * بعیبہ درم عیب مستور بود * کیونکہ پادری صاحب نے مختصر المعانی سے جو ضابطہ نقل کیا ہی اور بزعم خود اسکا خلاصہ بھی لکھا ہی وہ ایسے بھونڈے طور پر لکھا ہی کہ نہ تو اس سے پادری صاحب کا کوئی مطلب حاصل ہوتا ہی اور نہ انکے مخالفین پر کوئی الزام عائد ہوتا ہی بلکہ یہ خلاصہ انھین سے کچھ مطالبہ کرتا ہی کما سیأتی ع فکنت اری زیدا کما قیل سیدا * اذا انہ عبد القفا واللھازم * جاننا چاہیے کہ قرآن شریف کا یہ بھی ایک معجزہ ہی کہ جو اسکے معارضے کے لیے کچھ لب ہلاتا ہی وہ آسان سے آسان کامون مین بھی مخبوط و مبہوت ہو جاتا ہی دیکھیے شفاء قاضی عیاض مین لکھا ہی کان یحیی بن حکیم الغزال بلیغ الاندلس فی زمنہ فحکی انہ رام شیئا من ھذا (ای معارضۃ القرآن) فنظر فی سورۃ الاخلاص لیأتی علی سلوبہا وینظم الکلام علی منوالہا قال فاعترتنی منہ خشیۃ ورقۃ حملتنی علی التوبۃ والانابۃ انتھی وسیأتی ما حکی عن ابن المقفع بنا علیہ پادری صاحب بھی اپنی اس

آسان تحریر مین مخبوط ہوکر ایسے سخت مغلطے مین پھنسے کہ جس سے اب کسی طرح نہین نکل سکتے چنانچہ ہم اُسکو کچھ ملخصاً لکھتے اور تلخیصاً بیان کرتے ہین جاننا چاہیے کہ صاحب مختصر المعانی نے پہلے فصاحت کے معنی لکھے اور اُسکے بعد فرمایا کہ کلمہ اور کلام اور متکلم تینون فصاحت سے موصوف ہوا کرتے ہین مثلاً کہا کرتے ہین کہ یہ کلمہ فصیح ہی اور یہ کلام اور قصیدہ فصیحہ ہی اور یہ متکلم یا کاتب یا ناظم و شاعر فصیح ہی اسکے بعد مفرد یعنی کلمے کی فصاحت کی تعریف شروع کی اور یہ فرمایا فالفصاحۃ فی المفرد خلوصہ من تنافر الحروف والغرابۃ ومخالفۃ القیاس اللغوی یعنی فصاحت مفرد مین تنافر حروف اور غرابت لفظی اور مخالفت قیاس لغوی سے اُسکا خالص و خالی ہونا ہی اسکے بعد تعریف فصاحت مفرد مین جو لفظ تنافر واقع ہی اُسکی یہ تفسیر کی فالتنافر وصف فی الکلمۃ یوجب ثقلہا علی اللسان وعسر النطق بہا یعنی تنافر کلمے مین ایک وصف ہی جسکے سبب سے وہ کلمہ زبان پر بھاری ہوجاتا ہی یعنے اُسکا تلفظ گران و مشکل ہوتا ہی اسکے بعد لفظ مستشزرات کو اسکی نظیر مین دکھلانے کے لیے امرء القیس کے اس شعر کو نقل کیا غدائرہا مستشزرات الی العلیٰ + تضل العقاص فی مثنی و مرسل اسکے بعد اُس ضابطے کو جسے یادری صاحب نے محض بے رابطہ نقل کیا ہی ور بی تخصیص و تلخیص کے اُسکا خلاصہ بھی لکھا ہی تحریر فرمایا والضابطۃ ھہنا ان کل ما یعدہ الذوق الصحیح ثقیلا متعسر النطق فھو متنافر سواء کان من قرب المخارج او بعدہا او غیر ذلک علی ما صرح بہ ابن الاثیر فی المثل السائر یعنے تنافر کی معرفت کا یہ ضابطہ ہی کہ جسکو ذوق صحیح ثقیل و متعسر النطق سمجھے وہی متنافر ہی عام ازین کہ قرب مخارج سے ہو یا بُعد مخارج سے یا انکے سوا اور کسی امر سے خلاصہ یہ کہ امر منافرت قرب مخارج و بُعد مخارج وغیرہ پر موقوف نہین ہی بلکہ اسکا مدار فقط اہل لسان کے ذوق صحیح پر ہی چنانچہ اس امر کی تائید اسی ضابطے کی تکمیل و تفصیل مین خود مصنف رح نے مطول مین اسطرح سے کی قال ابن الاثیر لیس التنافر بسبب بُعد المخارج وان الانتقال من احدھما الی الاخر کالطفرۃ ولا بسبب قُربہا وان الانتقال من احدھما الی الاخر کالمشی فی القید لما نجد غیر متنافر من القریب المخارج کالجیش و الشجی وفی التنزیل الواعہد ومن البعیدۃ ما ھو بخلافہ کملع بخلاف علم ولیس ذلک ان الاخراج من

الحلق الی الشفة ایسر من ادخاله من الشفة الی الحلق لما نجد من حسن غلب وبلغ وحلوف
ملح بل هذا امر ذوقي فکل ما عده الذوق الصحیح ثقیلا متعسر النطق فهو متنافر سواء
کان من قُرب المخارج او بُعدها ولهذا اکتفی المصنف بالتمثیل ولو یتعرض لتحقیقه وبیان
سببه لتعذر ضبطه فالاولی ان یحال الی سلامة الذوق انتهی اور مصنف کا ماخذ المثل
السائر میں علامہ ابن الاثیر یہ فرماتے ہیں واعلم ایها الناظر في کتابي هذا ان مدار علم البیان
علی حاکم الذوق السلیم وهو انفع من ذوق التعلیم وفیه الذوق السلیم هي الحاکمة
في هذا المقام بحسن ما یحسن من الالفاظ وقبح ما یقبح وساضرب لك في هذا مثالا
فاقول اذا سئلت عن لفظة من الالفاظ وقیل لك ما تقول في هذه اللفظة احسنة
هي ام قبیحة فاني لا اراك عند ذلك الا تفتي بحسنها او بقبحها علی الفور ولو کنت
لا تفتي بذلك حتی تقول للسائل اصبر علي الی ان اعتبر مخارج حروفها ثم افتك
بعد ذلك بما فیها من حسن او قبح لصح لابن سنان ما ذهب الیه من جعل مخارج الحروف
المتباعدة شرطا في اختیار الالفاظ وانما شذ عنه الاصل في ذلك وهو ان الحسن من
الالفاظ یکون متباعد المخارج فحسن الالفاظ اذا لیس معلوما من تباعد المخرج وانما
علم قبل العلم بمخارجها وکل هذا راجع الی ذوق الفطرة السلیمة فاذا استحسنت لفظا او
استقبحته وجد ما تستحسنه متباعد المخارج وما تستقبحه متقارب المخارج
فاستحسانها واستقباحها انما هو قبل اعتبار المخارج لا بعده علی ان هذه قاعدة
قد شذ عنها شواذ کثیرة لانه قد یجيء من المتقارب المخارج ما هو حسن رائق الا تری
ان الجیم والشین والیاء مخارج متقاربة وهي من وسط اللسان بینه وبین الحنك
وتسمی ثلاثتها الشجریة واذا ترکب منها شيء من الالفاظ جاء حسنا رائقا فان قیل جیش
کانت لفظة محمودة وان قدمت الشین علی الجیم فقیل شجي کانت ایضا لفظة محمودة
ومما هو اقرب مخرجا من ذلك الهاء والمیم والفاء وثلاثتها من الشفة تسمی

الشفهية واذا نظم منها شئ من الالفاظ كان جميلاً حسناً كقولنا فم فهذه اللفظة من حرفين هما الفاء والميم وكقولنا ذقته بفمي وهذه اللفظة مؤلفة من الثلاثة بجملتها وكلاهما حسن لا عيب فيه وقد ورد من المتباعد المخارج شئ قبيح ايضاً ولو كان التباعد سبباً للحسن لما كان سبباً للقبح اذ هما ضدان لا يجتمعان ومن ذلك انه يقال ملع اذا عدى فالميم من الشفة والعين من الحروف الحلق واللام من وسط اللسان وكل ذلك متباعد ومع هذا فان لفظة مكروهة الاستعمال ينبو الذوق السليم عنها ولا يستعملها من عنده معرفة بفن الفصاحة وههنا نكتة غريبة وهو انا اذا عكسنا حروف هذه اللفظة صارت علم وعند ذلك يكون حسنة لا مزيد على حسنها وما ندري كيف صار ذلك القبيح حسناً لانه لم يتغير من مخارجها شيئاً و ذلك ان اللام لم تزل وسط والعين والميم يكتنفانها من جانبيها ولو كان مخارج الحروف معتبراً في الحسن والقبح لما تغيرت من ملع وعلم فان قيل ان اخراج الحروف من الحلق الى الشفة ايسر من ادخالها من الشفة الى الحلق فان ذلك انحدار وهذا صعود والانحدار اسهل من الصعود قلت في جواب ذلك اني اقول لو استمر لك هذا لصح ما ذهبت اليه لكنا نرى ما اذا عكست حروفه من الشفة الى الحلق او من وسط اللسان والباء من الشفة واذا عكسنا ذلك صار بلغ وكلاهما حسن مليح وكذلك تقول حلم من الحلم وهو الاناءة فاذا عكسنا هذه اللفظة صارت ملح على وزن فعل بفتح الفاء وضم العين وكلاهما ايضاً حسن مليح وكذلك نقول عقر ورقع وعرف وفرع وحلف وفلح وقلم وملق وكلم وملك ولو شئت لاوردت من ذلك شيئاً كثيراً تضيق عنه هذه الاوراق ولو كان ما ذكرته مطرداً لكان عكسنا هذه الالفاظ صير حسنها قبحها وليس الامر كذلك انتهى اسکا خلاصہ یہ ہی کہ تنافر قرب مخرج اور بُعد مخرج کے سبب سے نہیں ہی کیونکہ قریب المخارج میں مثل جیش اور شجی کے اور قرآن شریف میں الم اعہد کو میں غیر متنافر پاتا ہوں

اور بعید المخارج مین شل ملع کے اسکے خلاف پاتا ہون اور تنافر اسپر بھی موقوف نہین ہے کہ اخراج
حلق سے طرف شفت کی ایسر یعنی آسان ہو بہ نسبت ادخال اُسکے شفت سے طرف حلق کے کیونکہ غلب
اور بلغ اور حلم اور ملح مین باوجود اسکے بھی مین تنافر نہین پاتا بلکہ انکو فصیح دیکھتا ہون غرض یہ امر فصاحت
و منافرت نہ اس پر موقوف ہے اور نہ اُسپر بلکہ یہ ایک امر ذوقی ہے پس جسکو ذوق صحیح اہل لسان ثقیل و متعسر النطق
سمجھین وہی متنافر ہے عام ازین کہ قرب مخارج سے ہو یا بعد مخارج سے پس ثابت ہوا کہ امر فصاحت و منافرت
و عدم منافرت وغیرہ مین اہل لسان کے ذوق صحیح اور اُنکے فصحا و بلغا کے استعمال و محاورہ کا اعتبار ہے لا غیر
كما قال في المطول في فصاحة الفاظ العربية وعلامتها واعلم انه لما كانت الفصاحة
عندهم يقال لكون اللفظ جاريا على القوانين المستنبطة من استقراء كلامهم
كثير الاستعمال على لسنة العرب الموثوق بعربيتهم وقال العلامة الختائي في
حاشية مختصر المعاني ان الفصاحة عندهم كون اللفظ جاريا على القوانين المستنبطة
من استقراء كلامهم كثير الاستعمال على لسنة العرب الموثوق بعربيتهم وقال في
المفتاح الفصاحة هي ان يكون اللفظ عربية اصلية وعلامة ذلك ان يكون الكلمة
على لسنة الفصحاء الموثوق بعربيتهم ودورانها استعمالهم لها اكثر وفي الايضاح
ثم علامة كون الكلمة فصيحة ان يكون استعمال العرب الموثوق بعربيتهم لها
اكثر وفي المبلغة في اصول اللغة ان مدار الفصاحة في الكلمة على كثرة استعمال العرب
لها ومثله قال القزويني في الايضاح ولاشك ان ذلك هو مدار الفصاحة وفيه التحقيق
ان المخل هو قلة الاستعمال وحدها انتهى ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ الفاظ فصیحہ وہی ہین کہ جو عرب
عربا کے فصحا و بلغا کے محاورات و استعمال مین بکثرت متداول ہون اور جو قلیل الاستعمال ہین وہی مخل
فی الفصاحة ہین پس مطابق اسکے اب دیکھنا چاہیے کہ ان الفاظ قرآنیہ موردہ پادری صاحب کو عرب
عربا کے فصحا و بلغا نے متنافر و معقد و مخالف من قوانین الفصاحة سمجھا ہے یا بحسب اذواق صحیحہ اپنے
اُنکو صحیح و فصیح سمجھکر اپنے خطب و اشعار و قصائد و اراجیز وغیرہ مین بلا تردد و نکیر بکثرت استعمال کیا ہے

اما الاولى فباطل جدا واما الثاني فلا ريب فيه حيث قال الراغب في مفرداته الفاظ القرآن هو لب كلام العرب وزبدته وكرائمه وعليها اعتماد الفقهاء والحكماء في احكامهم وحكمهم واليها مفزع حذاق الشعراء والبلغاء في نظمهم ونثرهم وما عداها وما عدا الالفاظ المتفرعات عنها والمشتقات منها هو بالاضافة اليها كالقشور والنوى بالاضافة الى اطائب الثمرة وكالحثالة والتبن بالنسبة الى لبوب الحنطة انتهى ولهذا قال العلامة السيوطي فى الاتقان وكتاب الله سبحانه لو نزعت منه لفظة ثم ادير لسان العرب على لفظة احسن منها لم توجد انتهى وقال ابن خالويه الذي هو من ائمة العربية واللغة قد اجمع الناس جميعا ان اللغة اذا وردت فى القرآن فهي افصح مما في غير القرآن لا خلاف في ذلك انتهى ان سب كا خلاصہ ہے کہ الفاظ قرآنی تمامی الفاظ سے بڑھکر فصیح ہین وقال فى المثل السائر فيما ينبغي للاديب الماهر والكاتب والشاعر حفظ القرآن الكريم فانه صاحب هذه الصناعة ينبغي له ان يكون عارفا بذلك لان فيه فوائد كثيرة منها انه يضمن كلامه الايات في اماكنها اللائقة بها ومواضعها المناسبة لها ولا شبهة فيما يصير للكلام بذلك من الفخامة والجزالة والرونق ومنها انه اذا عرف مواقع البلاغة واسرار الفصاحة المودعة في تاليف القرآن اتخذه بحرا يستخرج منه الدرر والجواهر ويودعها فى مطاوي كلامه كما فعلته انا فيما انشاته من المكاتبات وكفى بالقرآن الكريم وحده آلة واداة فى استعمال افانين الكلام فعليك ايها المترشح لهذه الصناعة بحفظه والفحص عن سره وغامض رموزه واشاراته فانه تجارة لن تبور ومنبع لا يغور وكنز يرجع اليه وذخر يعول عليه انتهى اسکا خلاصہ یہ ہے کہ ادیب ماہر اور کاتب و شاعر کو ضرور ہے کہ قرآن شریف حفظ کرے اور اُسکے مواقع بلاغت و اسرار فصاحت کو بوجھے کیونکہ اسکے اماکن لائقہ و مواضع مناسبہ کو جان بوجھکر جب یہ کوئی عبارت لکھیگا اور موقع موقع سے انھین اسلوب قرآنی اختیار کریگا اور اپنی مطاوی عبارت مین بطور اقتباس و امثلہ آیات قرآنیہ نقل کر دیگا تو اُسکے مکاتیب

و عبارات کو بہت ہی رونق ہوجاویگی اور اُسکی فخامت و شان ازحد بڑھجاویگی کیونکہ قرآن فصاحت کا
ایک ایسا جاری چشمہ ہی جو کبھی نہین سوکھتا اور بلاغت کا ایسا سرمایہ ہی کہ ہر ادیب و فصیح ہمیشہ اُسپر بھروسا
رکھتا ہی انتہی پس اب جاننا چاہیے کہ اگرچہ ہماری ان تحریرات سے پادری صاحب کے جمیع ایرادات و مزعومات
مزخرفات کی تردید بالامزید علیہ ہوگئی اور اسکی کوئی حاجت نرہی کہ اسکےلیے اب ہم کوئی اہتمام آخر کرین
لیکن بااینہمہ اتمام حجت کے لیے ہم جمیع الفاظ مورده کے لیے عرب عرباء کے شعرا و فصحا و بلغا کے اشعار دکھاتے
اور اپنی اس شہادت مین بعض بعض خطب کی عبارات و محاورہ بھی مشاہدہ کراتے ہین تاکہ کسی مخالف کو
کوئی جگہ اعتراض کی نہ باقی رہے اور ہر طرح سے حجت پوری ہوجاوے ؎ منزل راہ وفا ازبس گران بوده
انہیں + لیک من اورا بپای ہمت خود تا ختم ؎ وفا کی راہ تھی مشکل اُسے بھی طی کیا ہمنے + کہ منزل مین
محبت کی اگر ڈر تھا تو اسکا تھا + **قولہ** اعہد سورہ یس ع پادری صاحب نے بعین عنایت حرف
عین لکھکر یہ احسان تو کیا کہ نشان رکوع بتلایا لیکن افسوس ہی کہ اُسپر کوئی نشان ہندسہ و نمبر نہ لگایا جس سے
یہ بھی معلوم ہوجاتا کہ یہ لفظ فلان رکوع مین ہی اور جبکہ نمبر ندیا تو حرف ع لکھنا ہی کیا ضرور تھا ؎ سطر
اہم و نبین اُس روی کتابی پہ ظفر + ترک کاتب نے لکھی ہی غلطی کے باعث + مطول کی عبارت سے
اس لفظ کا غیر متنافر و فصیح ہونا تو ثابت ہوچکا اور مختصر المعانی مین اسکے مخل بالفصاحۃ ہونیکو اس تقریر سے
باطل کردیا کہ مجرد اشتمال القرآن علی کلام غیر فصیح بل علی کلمۃ غیر فصیحۃ مما یقود الی
نسبۃ الجہل او العجز الی اللہ تعالی عن ذلک علوا کبیرا پس چونکہ خداوند تعالیٰ کی طرف جہل و عجز
کی نسبت عند العقلا بالاتفاق محال ہی اسلیے اس لفظ کا غیر فصیح ہونا بھی محال ہی کما لایخفی اور سوا اسکے
مستطرف فی کل فن مستظرف (جو بی اے کلاس کے عربک کورس کی ایک مشہور کتاب ہی) مین لکھا ہی
قال الشاعر ؎ فما الناس بالناس الذین عہدتہم + ولا الدار بالدار التی کنت اعہد
اور دیوان ابی الطیب متنبی (جو مدرسہ عالیہ وغیرہ کے کورس کی کتاب ہی) مین لکھا ہی ؎ اما الفراق
فانہ ما اعہد + ہو توأمی لو ان بینا یولد **وقال المعری** ؎ کل واشرب
الناس علی خبرۃ فہم یمرون ولا یعذبون + ولا تصدقہم اذا حدثوا فانی اعہد ہم یکذبون

عہد قد مر فی قولہ عہد تہم۔ وقال کعب بن زہیر ع ولا تمسک بالعهد الذي زعمت + الا كما تمسك الماء الغرابيل + وقال عنترة ع عهدي به شد النهار كانما + خضب اللبان ورأسه بالعظلم۔ وقال النابغة ع عهدت بها سعدى وسعدى غريرة + عروب تهادى في جوار خرائد۔ عهدوا قال عباس بن مرداس كما في سيرة ابن هشام ع ثم الذين وفوا بما عاهدتهم جند بعثت عليهم الضحاكا + وفيه قال ابن دجانة ع انا الذي عاهدني خليلي + ونحن بالسفح لدى النخيل + احد۔ قال عمرو بن كلثوم ع الا لا يجهلن احد علينا + فنجهل فوق جهل الجاهلينا + وقال زهير ع لو يعدلون بوزن او مكائلة + مالوا بوضري ولم يعدل بهم احد + آخذ قال النابغة ع آخذ العذارى عقدها فنظمته + من لؤلؤ متتابع متسرد + وقال عمرو بن كلثوم ع اخذن على بعولتهن عهدا + اذا لاقوا كتائب معلمينا۔ اعداء قال الحارث ع لا تخلنا على غرائك انا + طالما قد وشى بنا الاعداء۔ وقال طرفة ع وان ادع في الجلى اكن من حماتها + وان يأتك الاعداء بالجهد اجهد۔ وقال زهير ع وثقل على الاعداء لا يضعونه + وحمال اثقال وماوى المطرد۔ وقال النابغة ع فلا يهنئ الاعداء مصرع ملكهم + وما عتقت منه تميم ووائل۔ اعلون۔ قال طرفة ع واذا قامت تداعى قاصف + مال من اعلى كثيب منقعر۔ قال النابغة ع فظل يعجم اعلى الروق منقبضا + في حالك اللون صدق غير ذي اود۔ وقال ابو الطيب ع قدروا عفوا وعدوا وفوا سئلوا + اغنوا علوا اعلوا ولوا عدلوا + أخرة واخرى آخرتنا۔ قال النابغة ع فقال تعالى يجعل الله بيننا + على ما لنا او تنجزي لي آخرة + قال عنترة ع وسارت رجال نحو اخرى عليهم الحديد كما تمشي الجمال الدوالح۔ قال امرء القيس ع بماء سحاب زل عن متن صخرة

الى جوف اخرى طيب ماؤها خضر + قال مالك التغلبي ؎ لا املك وبلاة في
عليك اخرى + فلا شاة تنيل ولا بعير + وقال زهير ؎ يؤخر فيوضع في
كتاب فيدخر + ليوم الحساب او يعجل فينقم اعقاب قال النابغة ؎ لبست من السوء
اعقابا اذا انصرفت + ولا تبيع بجنبي نخلة البرما وقال عنترة ؎ فلما التقينا
بالجفار تضعضعوا + وردت على اعقابهن المسلح وقال قيس بن الملوح
؎ واصبحت من ليلى الغداة كناظر + مع الصبح في اعقاب نجم مغرب اغنياء قال
اياس بن القائف الحماسي ؎ تقيم الرجال الاغنياء بارضهم + وترمي النوى
بالمقترين المراميا اخرجوا اخراج - قال الاعشى ؎ اذا ال اذينة عن ملكه
واخرج من قصره ذا يزن + وفي البخاري باب اخراج الخصوم واهل الريب من
البيوت بعد المعرفة وفي الصحاح تقول اخرجت النعامة اخرجاجا واخراجت
اخريجاجا انتهى اخزيت - قال زهير ؎ انا ابن الذي لم يخزني في حياته
ولم اخزه حتى تغيب في الرجم + وقال ابن ثابت ؎ فاخزاك ربي يا عتيب
بن مالك + ولقاك قبل الموت احدى الصواعق اعد اعدت - قال امرؤ القيس
؎ فظلت وظل الجون عندي بلبدة + كاني اعدي عن جناح مهيض وقال
النمري الحماسي ؎ وقمت الى برك هجان اعده + لوجبة حق نازل انا فاعله
وقال عنترة ؎ صبرا اعده لكل اجرب بحر + وبجيبة ذبلت وخفر حشاها
وقال خالد ؎ لوجه صعيد منذ اتينا بجمعنا + فتحنا بلادا اعدها من بحر
اخلق - قال تابط شرا ؎ ويجعل عينه ربية قلبه + الى سلة من حد اخلق
صائك اهله اهلك - قال عنترة ؎ وصلت حبالي بالذي انا اهله + من
ودها وانا رخي المطول + وقال زهير ؎ الم تر ان الله اهلك تبعا + واهلك
لقمان بن عاد وعاديا + واهلك ذا القرنين من قبل ما ترى + وفرعون جبارا طغى والنجاشيا

أحق - قالت قيلة ابنة الحارث الحماسي ع والنصر أقرب من اسرت قرابته + واحقهم ان كان عتق يعتق أعجب - قال بن ابيطالب القرشي ع ليس لبلية في ايامنا عجبا + بل السلامة فيها اعجب العجب أعلم - قال زهير ع واعلم ما في اليوم والامس قبله + ولكنني عن علم ما في غد عم + وقال طرفة ع واعلم علما ليس بالظن انه + اذا ذل مولى المرء فهو ذليل أحل - قال عنترة احل به امس جنيدب نذرة + فاي قتيل كان في غطفان + وقال بن هرمة الحماسي ع اغشى الطريق بقبيتي ورواقها + واحل في نشر الربى فاقيم أخطأنا - قال زهير ع رأيت رجلا لاق من العيش غبطة + واخطاؤه فيها الامور العظائم + وقال عنترة ع وليتهما ماتا جميعا ببلدة + واخطأهما قيس فلا يريان + أغرقنا قال في الصحاح غرق في الماء غرقا فهو غرق وغارق ايضا ومنه قول ابي النجم ع فاصبحوا في الماء والخنادق + من بين مقتول وطاف غارق + واغرقه غيره وغرقه فهو مغرق وغريق وقال ابو الطيب ع فخل كفك تهمي اثن وابلها + اذا اكتفيت والا اغرق البلد + وقال ايضا ع وجاودني بان يعطي واحوي + فاغرق نيله آخذي سريعا أعرضوا قال ابن ثابت ع فلما اعرضوا عما اعتمنا + وكان الحق وانكشف الغطاء + أحصن - قال ثعلب ع احصنوا امهم من عبدهم تلك افعال القزام الوكعة + اعتدنا - قال التميمي كما في الاتقان ع يا من عدى ثم اعتدى ثم اقترف + ثم انتهى ثم ارعوى ثم اعترف + وقال لبعيث بن حريث الحماسي ع ويعتده قوم كثير تجارة + ويمنعني من ذلك ديني ومنصبي + وقال الاخزر بن لعط الدئلي كما في سيرة الهشامي ع هم ظلمونا واعتدوا في مسيرهم + وكانوا الذي لا انصاب اول قائل + أخوات ع وانك يا نعمان في اخواتها + تأتين ما يأتينه جنفا أحسن - قال النابغة ع ورب عليه

احسن صنعه + وکان له علی البرية ناصرا احسانا - قال زهير ؎ رأى الله
بالاحسان ما فعلا بکم + فابلاهما خير البلاء الذي يبلو اعبد قال طرفه ؎
يلوم وما ادري على ما يلومني + كما لامني في الحي قرط بن اعبد + وقال فرزدق
؎ اولئك اخلاقي فجئني بمثلهم + واعبد ان اهجو كليبا بدارم + وقال زيد
بن عمرو بن نفيل ؎ ولكن اعبد الرحمن ربي + ليغفر ذنبي الرب الغفور + اهواء
قال عنترة ؎ فمالت بي الاهواء حتى كانما + بزندين في جوفي من الوجد
قادح + احب - قال امرء القيس ؎ لعمري لسعد بن الضباب اذا غدا + احب
الينا منك فا فرس حمر + احياء - قال ابن ابي طالب القرشي ؎ قد علم الاحياء
اني زعيمها + واني لدى الحرب العذيق المرجب + وفي الحماسة ؎ لو كان يشكي
الى الاموات ما لقي + الاحياء بعدهم من شدة الكمد + وقال النابغة في خطبته
مخاطبا لعمرو بن الحارث في الثناء المسجع كما في العقد الثمين في دواوين الستة الجاهلين
الذي رتبها وليم بن الورد البروسي المسيحي في سنة ۱۸۶۹ المسيحية واكرام الاحياء احياء واؤلى
اعوذ - قال ابو طالب القرشي ؎ اعوذ برب الناس من كل طاعن + علينا بسوء
او ملح بباطل + وقال ابو حندق الاسدي الحماسي وقيل انه لدعبل ؎ اعوذ
بالله من ليل يقربني + الى مضاجعة كالدلك بالمسد + حكم قال النابغة ؎
احكم كحكم فتاة الحي اذ نظرت + الى حمام شراع وارد الثمد + اعظ قال في الصحاح
الوعظ النصح والتذكير بالعواقب تقول وعظه وعظا وعظة فاتعظ اي قبل الموعظة
يقال السعيد من وعظ بغيره والشقي من اتعظ به غيره انتهى وروى البخاري عن
علي بن عبد الله حدثنا سفيان حدثنا اسرائيل ابو موسى ولقيته بالكوفة جاء
الى ابن شبرمة فقال ادخلني على عيسى فاعظه اعين قال امرء القيس ؎
ليالي يدعوني الصبى فاجيبه + واعين من اهوى الي روان + وقال ابو دهبل

فی الازرق المخزومي ؎ ثوی انتحی غیر مذموم واعیننا + لما تولی بدمع سائل سجم
اخاف قال جریر ؎ ابني حنيفة احكموا سفهاءكم + اني اخاف عليكم
ان اغضبا وقال ابن ثابت ؎ اخاف فجاءه الفراق ببغية + وصرف النوى
من ان تشت وتشعبا اعمال - قال طرفة ؎ فكيف يرجی المرء دهرا مخلدا + واعماله
عما قليل تحاسبه اسرع - قال النابغة ؎ ثم لهند ولهند وقد + اسرع
في الخيرات منه امام وقال عنترة ؎ وعرفت ان منيتي ان تأتني + لا ينجني
منه الفرار الاسرع وقال زهير ؎ لا شيء اسرع منها وهي طيبة + نفسا بما
سوف ينجيها وتترك استعجال - قال عنترة ؎ اذا استعجلوها عن سجية
مشيها + تتلع في اعناقها بالجحافل وقال القطامي ؎ واستعجلونا وكانوا
من صحابتنا + كما تعجل فراط الوراد اتخذ واتخذوه اتخاذ - قال كشاجم
اتخذ في خلة في الكراكي + اتخذ فيك خلة الوطواط وقال عمرو بن كلثوم التغلبي
؎ ترانا بارزين وكل حي + قد اتخذوا مخافتنا قرينا + وفي البخاري باب ما يكره
من اتخاذ المساجد على القبور انعمت - قال ورقة بن نوفل ؎ رشدت
وانعمت ابن عمرو وانما + تجنبت تنورا من النار حاميا وقال الشهرزوري ؎
حبتها افاعي الارض بطنا وانعمت + عليها جياد الخيل بالرأس والفم اضعاف
قالت كبزة ام شملة الحماسي ؎ اذا ما اتاه وارد من ضرورة +
تولی باضعاف الذی جاء املا وقال ابو الطيب ؎ يريد مخبره اضعاف
منظره + بين الرجال وفيها الماء والآل اكراه - قال لبيد ؎ احكم الجنثي
من عوراتها + كل حرباء اذا اكره صل وفي البخاري باب من الاكراه كره وكره واحد
وفي الكفاية الاكراه هو في اللغة مصدر اكرهه اذا حمله على امر يكرهه ولا يريده
ابتغاء قال طرفة ؎ حبس في المحل حتى يفسحوا + لابتغاء المجد او ترك الفند

وقال بعیث بن حریث الحماسي ع ولست وان قربت یوما ببائع + خلاقي ولا دیني ابتغاء التحبب اصلاح قال ابن الرومی ع الدهر تفسد ما استطاع واحمد یتتبع الافساد بالاصلاح + وقال السما لوطي ع ان تنصروا الله ینصرکم علی معر + حاز والضلال وحزتم هدی اصلاح - آصحب - قال عنترة ع اقل علیك ضرامن قریح + اذا اصحابه دمروه سارا وقال طرفة ع فلو کنت وغلا فی الرجال لضرنی + عداوة ذی الاصحاب والمتوحد وقال زهیر ع اصحاب زید وامام لهم سلفت + من حار بواعد بواعنه بتنکیل اربعة - قال ابن ثابت ع اذا تذکرته فاضت باربعة + عیني بدمع علی الخدین مختلین اشهر - قال النابغة ع قد عربت نصف حول شهر اجرد وا + لیسفي علی رحلها بالحیرة المورد وقال الحجیة ع یا واحد العصر ما بلده + محاسنها فی الوری تذکر + تحمي مایراد فتصحیفها + وحقك اربعة اشهر + هذه - قال امرء القیس ع وقال الا هذا صوار وغانیة + وخبط نعام یراقی متفرق وقال في ثمرات الاوراق التي هو ثمرات الفؤاد في بلاغة الصاحب بن عباد انه قیل له ما احسن السجع قال ما خف علی السمع قیل مثل ذا قال مثل هذا - اطعنا - قال عباس بن مرداس ع اطعناك حتی اسلم الناس کلهم + وحتی صبحنا الجمع اهل یلملم وقال عبد الله بن رواحة ع اطعناه لو نعدله فینا بغیره + شهابا لنا فی ظلمة اللیل هادیا + وقال عمرو بن کلثوم ع وانا العاصمون اذا اطعنا + وانا العازمون اذا عصینا افرغ - قال فی المجمع والقاموس وغیرهما من کتب اللغة افرغه وافرغ علینا اصبب علینا واورده الحریري في مقاماته فکفی به ثبت اب یہاں پر حضرات اہل علم وفہم ملاحظہ فرماوین کہ بتوفیق اللہ وعونہ وتائیدہ وصونہ حل عبارت علامۂ تفتازانی اور جمیع الفاظ مورد طلاء درعبارۃ کے شواہد مع علامات ونشانی لکھے گئے ہیں اب پادری صاحب اسکو قبول فرماوین والّا اسکے خلاف میں

جو دلائل و ایرادات رکھتے ہون اُنکو صاف صاف تحریر کرین پھر ہمین میدان ہمین جو گان ہمین گوی
ے یخبرک من شہد الوقائع انني + اغشی الوغی واعف عند المغنم **قولہ** علمای محمدیہ
کی یہ عادت ہی کہ جب قائل و معقول و مغلوب ہوتے ہین تو عرب کے جنگل و کوہستان مین ماوی و ملجا اختیار
فرماتے ہین جب سوال کیا جاتا ہی تب فوراً عربی عبارت لکھدیتے ہین لہذا توقع کہ عبارت مع ترجمہ عام فہم مثل
بندہ تحریر فرمائین **اقول** ے دہن تنگ یار مین کیا کیا + تنگ ہو ہو کے ہی سمائی بات + اولاً صاحبان
بصیرت خصوصاً ماہران عبارت عربیت پادری صاحب کی اس سوقی محاورہ قائل و معقول و مغلوب کو
ملاحظہ فرمائین جس سے بموجب البعرة تدل علی البعیر کے انکی قابلیت کا پتہ لگتا اور مبلغ معلومات
معلوم ہوتا ہی۔ ثانیاً ذرا انکی اس اقتراح و تمنا کو بھی ملاحظہ کرین کہ بموجب صلت اسدا و بلت فعدا
کے اعتراض کرنے کو تو قرآن پر طیار ہو گئے اور یہان ماوشما کی معمولی عربی عبارت سے بھی کانپنے لگے
سچ ہی ے کمر سے بڑھ چلے گیسوی یار ٹھہر گیا + عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہی + ثالثاً بموجب ے
خوشتر آن باشد کہ راز دلبران + گفتہ آید در حدیث دیگران + کے پادری صاحب نے یہ اپنا بلکہ اپنے
کمیونڈ و مشن کے لوگون کا حال لکھا ہی کہ جب کہین کسی ادنی مسلمان سے بند ہونے لگتے ہین تو گھڑی
دیکھ کر یہ کہتے ہوے چلتے ہوتے ہین کہ بس ٹائم ہو گیا ے کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقان
مصلحت را تہمتی بر آہوی چین بستہ اند + انتہا چونکہ پادریصاحب کا حال کچھ پہلے سے بھی مجھے معلوم ہی اور
اُنکی اس اقتراح پر اور بھی خیال کر کے مین نے ہر ضروری عربی عبارت کا ترجمہ یا خلاصہ ہی لکھدیا ہی
اور باقی کو اُنکی قابلیت پر چھوڑ دیا ہی لیکن اسپر بھی اگر وہ نہ سمجھین تو پھر بھلا ہم کہانتک سمجھاے
جائین ے کیا چیز ہی عبارت رنگین مین شرح شوق + خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے۔ لیکن پادریصاحب
کا یہ فرمانا کہ مثل بندہ تحریر فرمادین اس مین مین مجبور ہون کیونکہ ے گر مصور صورت آن جان جانان
خواہد کشید + حیرتی دارم کہ نازش راچسان خواہد کشید + **قولہ** صفحہ ۱۹ مطول ان الاخراج من الحلق
الی الشفة ایسر من ادخاله من الشفة الی الحلق حروف حلقی کا خارج ہونا حلق سے شفت کی طرف
اسہل ہی یعنی فصیح ہی بنحو علو اور حرف شفتی کا داخل ہونا شفت سے حلق کی طرف اضیق و متعسر ہی

یعنی ثقیل نحو بلغ سورہ یوسف ع منع بضع وجهه سورة البقرہ ع فاقم منع فتح واسع منافع وجوہ سورة النساء سمم بلیغا متاع وجوها مضاجع سورة الحجر ع مقطوع فاصنع سورة الانعام مستودع بدیع وسع مرجع بلغ مفاتح **اقول** مطول کی عبارت سے جو امر ثابت ہوتا ہی وہ اوپر بیان کر دیا گیا کہ فصاحت وغیر فصاحت اخراج من الحلق الی الشفة وبعکسها پر موقوف نہین ہی بلکہ یہ ایک امر ذوقی ہی اسلیے اسکا حوالہ اُسی پر کرنا اولی ہی فتذکر باقی ان الفاظ سورہ کے شواہد کا دکھلانا باقی ہی تو لیجیے ہم اُسے بھی دکھلائے دیتے ہین وهو هذا **بلغ**

قال عمرو بن کلثوم ؎ اذا بلغ الفطام لنا صبي + تخرله الجبابر ساجدینا + **بدیع قالت امرأة من بني مخزوم الحماسي** ؎ ان تسألي فالمجد غیر البدیع + قد حل في تیم ومخزوم + **وقال غانم بن عیاض** ؎ لا اقسم بخالق الارض والسماء وما فیہما معناها **البدیع** وما یضع **بضع**۔ **قال زهیر** ؎ وما عند شلو یحجل یطیر حوله + وبضع لحام في اهاب مقدد + **وجه۔ وجوہ۔ قال طرفة** ؎ یسیر بوجه الهتف والعیش جمعه + وتمضي علی **وجه** البلاد کتائبه **قال عنترة** ؎ والخیل ساهمة **الوجوہ** کانما + تسقي فوارسها نقیع الحنظل + **فاقم۔ قال ابن ثابت** ؎ اعبد هجین احمر اللون **فاقم** + موتر علباء القفاء قطط جعد **منع۔ قال ابو التمقام الاسدي الحماسي** ؎ لو کنت املك **منع** مابك لم یذق + ما في قلاتك ما جنت لئیم + **فتح۔ قال عمار بن یاسر** ؎ فحق من اهدی الینا نصرہ من کل **فتح** مبعد وقریب + **وقال خنزر بن ارقم الحماسي** ؎ نما **فتح** الاقوام من باب سوءة + بني قطن الا وانتم شهودها + **واسع قال النابغة** ؎ فانك کاللیل الذي هو مدرکي + وان خلت ان المنتأی عنك **واسع** + **وقال زید بن عمرو** ؎ ان الاله عزیز **واسع** حکم + بکفه الضر والباساء والنعم + **وقال البحتري** ؎ الا یکن ذنب فعدلك **واسع** + اوکان لي ذنب فعفوك اوسع + **منافع۔ قال المرزبان** ؎

وجئنا الی مصر وكانت حصينة + وكان لاهل الكفر فيها منافع - وقال ابو الطيب
ے منافعها ما ضر في نفع غيرها + تغذى وتروى ان تجوع وان تظما. مسمع قال
عصام بن عبيد الزماني ے ابلغ ابا مسمع عني مغلغلة + وفي العتاب حياة بين
اقوام. وفي الصحاح قال الشاعر ے نعدل ذا الميل اذا رامنا + كما عدل الغرب بالمسمع
بليغا. قال ابن خشاب ے او مثلوا الفاظا بليغا كنت معناه وما الالفاظ
غير تراجم. وقال ابو الطيب ے وكثير من الشجاع التوقي + وكثير من البليغ السلام
متاع - قال المشعث كما في الصحاح ے تمتع يا مشعث ان شيئا + سبقت به
الممات هو المتاع - وقال ابو تمام كما في المثل السائر ے نعم متاع الدنيا حباك
بها + اروع لا جيد ولا خيس. وقال قطري بن الفجاءة الحماسي ے وما للمرء خير
في حيوة + اذا ما عد من سقط المتاع. مضاجع - قال ابن رواحة كما في البخاري
ے يبيت يجافي جنبه عن فراشه + اذا استثقلت بالمشركين المضاجع. وقال
يزيد بن الحكم الكلابي ے فلما بلغنا الامهات وجدتم + بني عمكم كانوا كرام المضاجع
وقال مقيس بن صبابة ے وكانت هموم النفس من قبل قتله + تلم فتحميني وطاء المضاجع
وقال امرء القيس ے لتقتلني والمشرفي مضاجعي + ومسنونة زرق كانياب
اغوال. مقطوع - قال ابن ثابت ے وان يمنعهم مما لو احسب + ان يبلغ
المجد والعلياء مقطوع. فاصفح - قال ابن ثابت ے ابلغ ربيعة وابن امه
نوفلا + اني مصيب لعظمان لم اصفح. وقال ارطاة بن شهية المري الحماسي ے
عن الدهر فاصفح انه غير معتب + وفي غير من قد وارت الارض فاطمع. مستودع
قال ابن زيابة التيمي الحماسي ے والدرع لا ابغي بها ثروة + كل امرء مستودع
ماله + وقال ابن ابي طالب القرشي ے وانما امهات الناس اوعية + مستودعات
وللاحساب اباء. وسع - قال عبد العزيز بن زرارة الكلابي الحماسي ے وسع

یمد ک ماء اللحم تقسمہ + واکثر الشواب ان لم یکثر اللبن + وسع یدو تلفت حول حاضرہ
ان الکریم الذی لم یخل الفطن مرجم قال عنترۃ ے کان وقوف مرجم رفقیہ +
تواردتہا منازیع السہام قال زھیر ے ومرجمہا اذ انحن انقلینا + نسیف البقل
واللبن الحقین مفاتح۔ قال زید ے ولو اشاء لقلت ما + عندی مفاتحہ و بابہ
قولہ تتنشزون۔ تشرکون۔ تسرفوا۔ ان مین ش س تا و راء کے درمیان ہین اس
سبب سے یا الفاظ قرآنی حسب رای خلخالی اشد ثقیل ہین **اقول** اولا خلخالی طبقہ اولی کا کوئی
فصیح وشاعر نہین ثانیاً یہ فقط خلخالی کا زعم ہی ثالثاً خلخالی نے بھی یہ لفظ مستشزرات مین زعم کیا ہے
اور وہ بھی مدفوع ہی کما فی شرح المختصر المعانی وزعم بعضھم (ھو الخلخالی کما فی الحلبی)
ان منشأ الثقل فی مستشزرات ھو توسط الشین المعجمۃ التی ھی من المھموسۃ
الرخوۃ بین التاء التی ھی من المھموسۃ الشدیدۃ والزاء المعجمۃ التی ھی من المجھورۃ
ولو قال مستشرف لزال ذلک الثقل وفیہ نظر لان الراء المھملۃ ایضا من المجھورۃ
انتہیٰ رابعاً عرب عربا کے شعرا وفصحا کے کلام مین ہم اسکے نظائر وشواہد بھی دکھلادیتے ہین پھر
باوجود اسکے بھی اگر کوئی منکر ہو تو اُس سے منکر ونکیر کے سوا اور کون سمجھ سکتا ہی قال طرفۃ ے
ومازال تشرابی الخمور ولذتی + وبیعی وانفاقی طریفی ومتلدی **وقال سعد**
بن ناشب الحماسی ے ولم یستشر فی رایہ غیر نفسہ + ولم یرض الا قائم السیف
صاحبا **وفی الحماسۃ** ے فالرشد فی ان تشتروا بنعیمکم + بؤسا ولا ان تشربوا
الماء بالدم **وفیہ ایضاً** ے اذا انت لم تشرک رفیقک فی الذی + یکون قلیلا لم تشارکہ
فی الفضل قال طرفۃ ے کیف ارجو حبہا من بعدما + علق القلب بنصب مستسر
وقال مسلم بن الولید الحماسی ے قبر بحلوان استسر ضریحہ + خطرا تقاصر دونہ
الاخطار **قولہ** اجتماع دو حرف یک جنس سے دو لفظ مین موجب ثقل ہی نحو تخافون نشوزھن
سورۃ النساء سورۃ البقرۃ نحن نسبح طعام مسکین یحل لھن تحل لہ ویحب المتطھرین نساؤکم

یحل لکم قبل یا أم معد ذات سورة الانعام حق قدرہ نحن نرزق سورة التوبة ع نحن نتربص
سورۂ ہود ع جاء امرنا اظلم ممن نعلم مستقرہا سورۂ عبس شاء انشرہ سورة الحجر ع نحن
نزلنا سورة الصّٰفّٰت ع مقام معلوم سورۂ یٰس ع قوم مسرفون نحن نحیی امام مبین سبع
عجاف قوم مسحورون واضح راے عالی ہو کہ الفاظ قرآنی مسطورة الصدر فصحا و بلغا کے نزدیک
فصیح ہین اقول پادری صاحب کو لازم تھا کہ کسی فصیح و بلیغ کا نام لکھتے اور اُسکی وجہ و دلیل بیان کرتے
والا دعوی بے دلیل قبول خرد نہین پس چونکہ ایسے الفاظ باین حیثیت و نظم خاص فصحاے متقدمین
و بلغاے محققین کے نزدیک بلا نکیر فصیح ہین لہذا بجز انکے شواہد دکھلا دینے کے ہم اور کچھ زیادہ
کاوش کرنا مناسب نہین سمجھتے اور جاننا چاہیے کہ اول تو ان الفاظ مین سے بعض کی نشان دہی
مین پادری صاحب نے غوطہ کھایا ہے اور پھر سب لفظون کو بلا ترتیب سُور غیر مرتب لکھا ہے اسلیے بنظر
آسانی پہلے ہم انکو بترتیب ابجد لکھتے ہین اور اُسکے بعد عرب عربا کے فصحا و بلغا کے قصائد و اشعار
مین اُنکے شواہد دکھلاتے ہین وھو ھذا ع جاء امرنا - نشاء انشرہ - قال زہیر ؎
وما یک من خیر اتوہ فانما + توارثہ اباء اباۂم قبل وقال ایضا ؎ فان لکم ماقط
غاشیات + لیوم اضر لرؤساء ایر وقال امرء القیس ؎ وماء ا سن نزلت علیہ
کان منا خہا ملقی الحمام + ع سبع عجاف - قال النابغہ ؎ فلان فاسمع
یا قوم غدرتہم + بنی ضباب ودع عنک ابن سیار + وقال ایضا ؎ لک الخیرات
وارث بک الارض واحدا + واصبح جد الناس یطلع عاثرا ق حق قدرہ قال زہیر
؎ لیأتینک منی منطق قذع + باق کما دنس القبطیۃ الودک ل یحل لہ تحل لہ
یحل لکم قال زہیر ؎ فتغلل لکم مالا تغل لاہلہا + قری بالعراق من قفیز و درہم
الی معشر لم یورثنا اللوم جدہم + اصاغرہم وکل فحل لہم نحل سئمت تکالیف الحیٰوة
ومن یعش + ثمانین حولا لا ابا لک یسأم + ہر ایام معد و ذات اظلم ممن امام مبین
طعام مسکین قوم مسحورون قوم مسرفون مقام معلوم یعلم مستقرہا قال طرفہ

؎ فما ذنبنا في ان اداءت خصاکم + وان کنتم في قومکم معشر ادراء قال زهیر ؎
غشیت دیارا بالبقیع فثهمد × دوارس قد اقوین من ام معبد + اُریت بها الارواح کل
عشیة فلم یبق الا آل خیم منضد ایضاً ؎ ثم استمروا وقالوا ان مشربکم ماء بشرقي سلمی
فید اذ رکک ایضاً ؎ یعز منه مامور مطیع وامر + مطاع فلا یلقی لحزمهم مثل ایضاً ؎
وما ان اری نفسي تقیها کریهتی + وما ان تقی نفسي کرائم مالیا وقال النابغة ؎
ونبغا حوی رجال ثیث بنهضته + کالکرم مال علی الدعام المسند + ولا اری فاعلا في الناس
یشبهه + ولا احاشي من الاقوام من احد وقال علقمة ؎ ومطعم الغنم یوم الغنم
مطعمه + اني توجه والمحروم محروم + لو یسیرون بخیل قد یسرت بها + وکل ما
یسر الاقوام مغروم وقال عنترة ؎ المال مالکم والعبد عبدکم + فهل عذابك
عني الیوم مصروف ن تخافون نشوزهن نحن نسبح نحب المتطهرين نساؤكم نحن نرزق
نحن نتربص نحن نزلنا نحن نحي قال طرفة ؎ حین نادی الحي لما فزعوا + ودعی الداعي
وقد لج الذعر + ایضاً ؎ تفنی لایکن هذا لعلة وصلنا + لبین ولا اذا حظنا من نوالك
قال عنترة ؎ فلم ار حیا صابروا مثل صبرنا + ولا کافحوا مثل الذین نکافح قال
زهیر ؎ الم تر النعمان کان بنحوة + من الشر لو ان امرء کان ناجیا قال علقمة ؎
اذا شاب رأس المرء او قل ماله + فلیس له من ودهن نصیب ایضاً ؎ وفي کل حي قد خبطت
بنعمة + فحق لشاس من نداك ذنوب وقال امرء القیس ؎ سألت بهن نطاع في ادا الضحی
والامعزان وسالت الادواء + وقال النابغة ؎ افول والنجم قد مالت اواخره +
الی المغیب تبین نظرة حار + ایضاً ؎ ونحن نزجي الخلاف فارقد حنا + ونذهب قدح الموت
اذ جاء قاهرا + **قوله** اہل اسلام کا دعوی ہے کہ سورۃ الکوثر افصح ہے مظہر ہو کہ اعطینا بسبب
قرب المخارج اور انحر بسبب بُعد المخارج اور صَلِّ لربك بسبب اجتماع دو حرف ایک جنس سے
ثقیل ہیں **اقول** اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ سورۃ الکوثر بلکہ قرآن کا ہر جملہ و لفظا فصیح ہے کما قال

العلامۃ السیوطي في الاتقان لو اجتمع فصحاء العالم واراد ان یترکوا ھذہ اللفظۃ ویأتوا بلفظ یقوم مقامھا في الفصاحۃ لعجزوا عن ذلک وقد مران کتاب اللہ سبحانہ لو نزعت منہ لفظۃ ثم ادیر لسان العرب علی لفظۃ احسن منھا لم یوجد یعنی اگر تمام جہان کے فصحا مجتمع ہون اور یہ چاہین کہ قرآن کے ایک لفظ کو چھوڑ دین اور اُسکے قائم مقام فصاحت مین کوئی دوسرا لفظ لادین تو اس سے عاجز ہو جاوینگے اور یہ بیان اوپر گذر چکا کہ قرآن شریف سے اگر کوئی لفظ نکالکر زبان عرب کے سب لفظون مین پھرایا جاے تو اُس سے بہتر کوئی لفظ نہ ملیگا۔ اور قرب المخارج و بُعد المخارج اور اجتماع الحرفین من جنس واحد کی تحقیق بھی اوپر ہو چکی اور ان سب کیلیے عرب عربا کے اشعار و قصائد مین شواہد و نظائر بھی دکھلادیے گئے پس ان حیثیات سے کوئی لفظ ثقیل و غیر فصیح نہین ہے پھر باوجود اسکے پادری صاحب کا یہ فرمانا بناء فاسد علی الفاسد قائم کرنا ہے کما لایخفی ہان اسکے سوا اگر کوئی دوسری وجہ ہو تو پادری صاحب اُسے بیان کرین اور ہمسے جواب لین اور بالخصوص اگر ان الفاظ ثلاثہ کی بھی شواہد چاہتے ہین تو ملاحظہ فرمائین **اعطینا** قال في ثمرات الاوراق في اجواد الاسلام فمنھم الحکم بن اخطب قیل سألہ اعرابي فاعطاہ خمس مائۃ دینار فقال لہ لعلک استقللت ما اعطیناک **وقال بجیر بن ظھیر** ؎ واعطینا رسول اللہ منا + مواثقنا علی حسن التصافي **وقال زھیر** ؎ وانک **اعطیتني** ثمن الغنی + حمدت الذي اعطیتک من ثمن الشکر **فصل لربک قال عباس بن مرداس السلمي** ؎ بان محمدا عبد رسول لرب لا یضل ولا یجور **وقال عنترۃ** ؎ ومکروب کشف الکرب عنہ + بطعنۃ فیصل لما دعاني **وقال امرء القیس** ؎ او جدول في ظلال نخل للماء من تحتہ مجال **انحر في القاموس** قال اعرابي في حجرۃ ما انحص من ابلي فانحروہ انتہی **قولہ** امرء القیس نے سات قصیدے کعبے کے دروازے پر آویزان کیے جب آیت وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ نازل ہوئی تب شہرہ فصاحت امرء القیس آخر ہوا **قول** اسمین کوئی شبہ نہین کہ جب یہ آیت شریفہ اور اسکے سوا قرآن شریف کی اور اور آیات منیفہ نازل ہوئین تب امرء القیس وغیرہ

تمامی شعرا و فصحا و بلغاء عرب عربا کا شہرۂ فصاحت و بلاغت ٹھنڈا ہوا اور ان سب کا کلام پھیکا پڑگیا
کما نقل من الولید بن المغیرۃ الذي کان في غمرات عداوۃ النبي صلی اللہ علیہ وسلم واطفاء
انوار اللہ تعالی ما فیکم رجل اعلم بالشعر مني ولا برجزہ ولا بقصیدہ ولا باشعار الجن واللہ
ما یشبہ الذي یقول شیئا من ھذا واللہ ان لقولہ الذي یقول حلاوۃ وان علیہ لطلاوۃ
وانہ لمثمر اعلاہ مغدق اسفلہ وانہ لیعلو وما یعلی وانہ لیحطم ما تحتہ انتہی ولا یخفی ما وقع
لجبیر بن مطعم انہ سمع النبي صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ بالمغرب بالطور قال فلما بلغ ھذہ الآیۃ
اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ ھُمُ الْخَالِقُوْنَ الی قولہ الْمُصَیْطِرُوْنَ کاد قلبي ان یطیر وقد صح انہ لما
قرأ جعفر رض علی النجاشي واصحابہ ما زالوا یبکون حتی فرغ انتہی ھکذا في الاتقان والشفاء
وغیرہ لیکن پادری صاحب کا یہ کہنا کہ امرء القیس نے سات قصیدے کعبے کے دروازے پر آویزاں کیے
خلاف تحقیق ہے دیکھیے فوائد شرح معلقات زوزنی مین لکھا ہے قال ابن الکلبي فاول شعر علق في الجاھلیۃ
شعر امرء القیس علق علی رکن من ارکان الکعبۃ ایام الموسم حتی نظر الیہ ثم احدر فعلقت
الشعراء ذلک بعدہ انتہی **قولہ** منکشف ہوکہ ابلعي و اقلعي یہ دونون بسبب بُعد المخارج ثقیل ہین
یا سماء اقلعي تو از حد ثقیل ہے **اقول** قُرب المخارج و بُعد المخارج واجتماع الحرفین من جنس واحد کی تحقیق
اوپر گذر چکی اور اسمین اچھی طرح دکھلا دیا گیا کہ ان حیثیات سے کوئی لفظ غیر فصیح و ثقیل نہین اور پھر دیکھیے
عرب عربا کے فصحا و بلغا کے کلام مین بھی یہ لفظین وارد ہین **ابلعي** قال في الصحاح بلع وبلعت الشيء
بالکسر وابتلعتہ بمعنی وابلعتہ غیري وسعد بلع من منازل القمر وھما کوکبان متقاربان
زعموا انہ طلع لما قال اللہ تعالی یا ارض ابلعي ماءک وفي حل لغات الحریري ابلاع نیو
فرو خوردن یقال ابلعني ریقي اذا المطلب المھملۃ **اقلعي** في البخاري کان بلال اذا اقلع
عنہ یرفع عقیرتہ وقال عباس بن مرداس کما في سیرۃ ابن ھشام سے و یوم حنین
کان قبل لدی حنین + فاقلع والدماء بہ تعود اور ائمہ ادب و ماہران لغات عرب و علمای
معانی والبیان و مفسرین والا شان نے تو ان دونون لفظون کی فصاحت و بلاغت کا لا مزید علیہ

اقلعي پر حاشیہ ۱۲ منہ

لکھی ہو حتی کہ بالخصوص اس آیت شریف کو بلاغت مین بے نظیر قرار دیا ہی چنانچہ امام فخر الدین رازی
اپنی کتاب مفاتیح الغیب مین لکھتے ہین اعلم ان المقصود من ہذا الکلام وصف اخر
لواقعة الطوفان فکان التقدیر انه لما انتهی امر الطوفان قیل کذا وکذا یٰٓاَرْضُ ابْلَعِي
مَآءَكِ یقال بلع الماء یبلعه بلعا او شربه و ابتلع الطعام ابتلاعا اذا لم یمضغه
وقال اهل اللغة الفصیح بلع بکسر اللام یبلع بفتحها وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِي یقال اقلع الرجل
عن عمله اذا کف عنه واقلعت السماء بعد ما مطرت اذا امسکت وَغِيْضَ الْمَآءُ یقال
غاض الماء یغیض غیضا ومغاضا اذا نقص وغضته انا وهذا من باب فعل الشیء وفعلته
انا ومثله جبر العظم وجبرته وفغر الفم وفغرته ودلع اللسان ودلعته ونقص الشیء
ونقصته فقوله وَغِيْضَ الْمَآءُ ای نقص وما بقی منه شيء واعلم ان هذه الاية مشتملة
علی الفاظ کثیرة کل واحد منها دال علی عظمة الله تعالی وعلو کبریائه انتهی اور قاضی
عبد الله بن عمر الشافعی نے انوار التنزیل مین لکھا ہو والایة في غایة الفصاحة لفخامة لفظها
وحسن نظمها والدلالة علی کنه الحال مع الایجاز الخالي عن الاختلال وایراد الاخبار
علی البناء للمفعول دلالة علی تعظیم الفاعل وانه متعین في نفسه مستغن عن ذکره
اذ لا یذهب الوهم الی غیره للعلم بان مثل هذه الافعال لا یقدر علیه سوی الواحد
القهار انتهی اور علامہ نسفی مدارک التنزیل مین اس آیت کے اور اور نکات و فوائد کو بیان کرکے تحریر
فرماتے ہین فاعتبروا من جهة الفصاحة المعنویة وهي کما تری نظم للمعاني لطیف
وتادیة لها ملخصة مبینة لا تعقید یعثر الفکر في طلب المراد ولا التواء یشیك
الطریق الی المرتاد ومن جهة الفصاحة اللفظیة فالفاظها علی ما تری عربیة مستعملة
سلیمة عن التنافر بعیدة عن البشاعة عذبة علی العذبات سلسلة علی الاسلات
کل منها کالماء فی السلاسة وکالعسل فی الحلاوة وکالنسیم فی الرقة ومن ثم اطبق
المعاندون علی ان طوق البشر قاصر عن الاتیان بمثل هذه الاية ولله در شان التنزیل

لا يتامل العالم آية من آيات الا ادرك لطائف لا يسع الحصر ولا تظنن الآية مقصورة
على المذكور فلعل المتروك اكثر من المسطور انتهى وهكذا في الكشاف وغيره من التفاسير
وقال العلامة السيوطي في الاتقان في بيان حسن النسق هو ان يأتي المتكلم بكلمات متتاليات
معطوفات متلاحمات تلاحما سليما مستحسنا بحيث اذا افردت كل جملة منه قامت
بنفسها واستقل معناها بلفظها ومنه قوله تعالى وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ الآية
فان جملة معطوفة بعضها على بعض بواو النسق على الترتيب الذي تقتضيه البلاغة
من الابتداء بالاهم الذي هو انحسار الماء عن الارض المتوقف عليه غاية مطلوب
اهل السفينة من الاطلاق من سجنها ثم انقطاع مادة السماء المتوقف عليه تمام ذلك
من دفع اذاه بعد الخروج ومنع اختلاف ما كان بالارض ثم الاخبار بذهاب الماء بعد
انقطاع المادتين الذي هو متاخر عنه قطعا ثم بقضاء الامر الذي هو هلاك من قدر
هلاكه ونجاة من سبق نجاته واخر عما قبله لان علم ذلك لاهل السفينة بعد خروجهم
منها وخروجهم موقوف على ما تقدم ثم اخبر باستواء السفينة واستقرارها المفيد
ذهاب الخوف وحصول الامن من الاضطراب ثم ختم بالدعاء على الظالمين لافادة
ان الغرق وان عم الارض فلم يشمل الا من استحق العذاب لظلمه انتهى اور اظہار الحق میں
لکھا ہے کہ عتبہ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۂ حم فُصِّلَتْ سنی تو اپنی قوم سے جا کر یہ کہا واللہ
لقد كلمني بكلام ما سمعت اذناي بمثله قط فما دريت ما اقول له وذكر ابو عبيدة ان اعرابيا
سمع رجلا يقرء فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ فسجد وقال سجدت لفصاحته وسمع رجل اخر من
المشركين رجلا من المسلمين يقرء فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا فقال اشهد ان مخلوقا
لا يقدر على مثل هذا الكلام وحكى الاصمعي جارية فصيحة قالت اويعد فصاحة بعد
قوله تعالى وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ
وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ فجمع في آية واحدة

بین امرین ونہیین وخبرین وبشارتین وفي حدیث اسلام ابی ذر قد وصف اخاہ
انیسا فقال واللہ ما سمعت با شعر من اخي انیس لقد ناقض اثني عشر شاعرا في الجاھلیة
انا احدھم وانہ انطلق الی مکة وجاءني قلت فما یقول الناس قال یقولون شاعر کاھن
ساحر ثم قال لقد سمعت ما قال الکھنة فما ھو بقولھم ولقد وضعتہ علی اقراء
الشعر فلم یلتئم علی لسان احد بعدي انہ شعر وانہ لصادق وانھم لکاذبون وقد حکي
ان ابن المقفع طلب معارضة القرآن وشرع فیہ فمر بصبي یقرء وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ
فرجع فمحا ما عمل وقال اشھد ان ھذا لا یعارض وما ھو من کلام البشر وقد مر ما وقع
لیحیی بن حکیم الغزال بلیغ الاندلس پس اب دیکھنا چاہیے کہ جن لفظون کو فصحاے اہل لسان و بلغاے
والاشان سہل و عذب قرار دیتے ہین انکو یہ پادری صاحب ثقیل کہتے ہین اور جس آیت کو یہ حضرات
بابرکات نمونۂ فصاحت و عنوان بلاغت سمجھتے ہین اسکو یہ حضرت غیر فصیح ٹھہراتے ہین پس اس صورت
مین بجز اسکے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ پادری صاحب اپنے چھوٹے منھ سے بڑی بات نکالکر اپنا اعتبار کھوتے
ہین اور لفحواے ع واذا اتتك مذمتي من ناقص + فھي الشھادة لي باني کامل + کے
قرآن پاک کی اور عظمت و شان بڑھاتے ہین سبحان اللہ ع بگڑنے پر بھی زلف اسکی بناکی + **قولہ**
اَخَذَ الْأَلْوَاحَ - أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ
وَلَدًا سُبْحَانَهُ یہ عبارت قرآنی بسبب قرب المخارج و بعد المخارج وادخال حرف شفتی بطرف حلق و اجتماع
دو حرف یک جنس سے ثقیلہ ہین **اقول** اوپر مع الشواہد والنظائر دکھلا دیا گیا کہ ان وجوہ ثلٰثہ سے نہ کوئی
لفظ ثقیل ہے اور نہ کوئی آیت و جملہ غیر فصیح پس پادری صاحب اپنی اس پرانی تان کو چھوڑین اور اگر ممکن ہو
کوئی دوسرا راگ چھیڑین ورنہ ع گرم تا کے باندین بازار + ع در مکر بستن مضمون رنگین لطف نیست
کم دہد رنگ ار کسی بند حناے بستہ را + **قولہ** عبارت قرآنی فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ وَمَا لَا
تُبْصِرُونَ کلام ابی جہل قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ کلام عقبہ بن ابی معیط قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ
یہ تینون عبارت باہم مساوی مندرجۂ قرآن ہین **اقول** پادری صاحب کو اپنے اس قول کا مخرج

صحیح بھی لکھنا ضرور تھا تاکہ تصحیح نقل کرکے اسکی تنقیح وتنقید کی جاتی اور پھر بصورت تسلیم اسمیں قرآن
کا کیا نقصان ہے کیونکہ اعجاز قرآن فقط اسطقسات کلمات وعناصر عبارات ہی کے ساتھ مخصوص
نہیں ہے بلکہ اس تالیف خاص ونظم بالاختصاص کے ساتھ مختص ہے کما قال فی المثل السائر واعلم
ان تفاوت التفاضل يقع في تركيب الالفاظ اكثر مما يقع في مفرداتها لان التركيب
اعسر واشق الا ترى ان الفاظ القرآن الكريم من حيث انفرادها قد استعملتها العرب
ومع ذلك فانه يفوق جميع كلامهم ويعلو عليه وليس ذلك الا لفضيلة التركيب
وهل تشك ايها المتامل لكتابنا هذا اذا فكرت في قوله تعالى وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي
مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ
الظَّالِمِينَ انك لم تجد ما وجدته لهذه الالفاظ من المزية الظاهرة الا لامر يرجع الى
تركيبها فانه لم يعرض لهذا هذا الحسن الا من حيث تلاقت الاولى بالثانية والثالثة
بالرابعة وكذلك الى اخرها فان ارتبت بذلك فتامل هل ترى لفظة منها لو اخذت
من مكانها وافردت من بين اخواتها كانت لابسة من الحسن ما لبسته في مواضعها
من الاية ومما يشهد بذلك ويؤيده انك ترى اللفظة تروقك في كلام اخر فتكرهها
وهذا ينكره من لم يذق طعم الفصاحة ولا عرف اسرار الالفاظ في تركيبها وانفرادها
انتہی اور اظہار الحق میں لکھا ہے فان قيل ان فصحاء العرب لما كانوا قادرين على التكلم
بمثل مفردات السورة ومركباتها القصيرة كانوا قادرين على الاتيان بمثلها قلت
هذه الملازمة ممنوعة لان حكم الجملة قد يخالف حكم الاجزاء الا ترى ان كل
شعرة شعرة لا يصلح ان يربط بها الفيل او السفينة واذا سوي من الشعرات حبل متين
يصلح ان يربط بهذا الحبل الفيل والسفينة ولانها لو صحت لزم ان يكون كل احاد
العرب قادرا على الاتيان بمثل قصائد فصحائهم كامرء القيس واضرابه انتہی اور
اتقان میں لکھا ہے اما الاعجاز المتعلق بفصاحته وبلاغته فلا يتعلق بعنصره الذي

هو اللفظ والمعنى فان الفاظه الفاظهم قال تعالى قُرآناً عَرَبِيّاً بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ولا
بمعانيه فان كثيرا منها موجود في الكتب المقدمة قال تعالى وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ وما في القرآن
من المعارف الالهية وبيان المبدئ والمعاد والاخبار بالغيب فاعجازه ليس براجع الى القرآن من حيث
هو قرآن بل لكونها حاصلة من غير سبق تعليم وتعلم ويكون الاخبار بالغيب اخبارا بالغيب سواء
كان بهذا النظم وبغيره موردا بالعربية او بلغة اخرى بعبارة او اشارة فاذن بالنظم المخصوص
صورة القرآن واللفظ والمعنى عنصره وباختلاف الصور يختلف حكم الشئ واسمه لا بعنصره
كالخاتم والقرط والسوار فانه باختلاف صورها اختلفت اسماؤها لا بعنصرها الذي الذهب والفضة
والحديد فان الخاتم المتخذ من الذهب ومن الفضة ومن الحديد يسمى خاتما وان كان العنصر مختلفا
وان اتخذ خاتم وقرط وسوار من ذهب اختلفت اسماؤها باختلاف صورها وان كان العنصر
واحدا قال فظهر من هذا ان الاعجاز المختص بالقرآن يتعلق بالنظم المخصوص وفيه انما يقوم الكلام
بهذه الاشياء الثلثة لفظ حاصل ومعنى به قائم ورباط لهما بالنظم واذا تاملت القرآن وجدت
هذه الامور في غاية الشرف والفضيلة حتى لا ترى شيئا من الالفاظ افصح ولا اجزل ولا اعذب
من الفاظه ولا ترى نظما احسن تاليفا واشد تلاوما وتشاكلا من نظمه واما معانيه فكل
ذي لب يشهد له بالتقدم في ابوابه والترقي الى اعلى درجاته وقد توجد هذه الفضائل
الثلث على التفرق في انواع الكلام فاما ان توجد مجموعة في نوع واحد منه فلم توجد الا في
كلام العليم القدير جل شانه واعز سلطانه انتهى وهذا اوان الاختتام بعون الله الملك العلام
وقد تشرف بكتابتها العبد المذنب الراجي الى رحمة الله ابو محمد عبد الله غفر له الله ووفقه
بما يحب ويرضاه واوصله الى غاية ما يتمناه في يوم العشرين من شعبان ۱۳۰۸ سنة من الهجرة
النبوية عليه الصلوة والتحية وكان هذا في كلكتة المحمية واضح ہو کہ جب میں اس رسالے کا
جواب لکھ چکا تو مجھے پادری صاحب کا ایک اور گمنام رسالہ ملا جس میں اُنھوں نے بزعم خود منقولہ کا جواب
لکھا اور قرآن شریف پر بھی اور کچھ اعتراض کیا ہے اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ اسمیں اُسکی بھی خبر لیجاے

تا کہ یہ پادری صاحب کا پورا جواب ہو جاے فہو ہذا۔ **قولہ** فرماتے ہیں کہ قرآنِ عثمان مدینے مین کہان سے آکے موجود ہوا **اقول** جہالت سے آپنے خود اپنے رسالے کے صفحہ ۹ و ۱۰ مین انھین حضرت عثمان رض کے حال مین تحریر فرمایا ہو کہ سات جلد قرآن لکھواکے ایک مکہ اور ایک یمن اور ایک بحرین اور ایک بصرہ اور ایک کوفہ اور ایک شام کو بھیجی اور ایک جلد مدینے مین رکھی پس اب انکار کرتے کیون ہو صاف نامہ یہ حاضر ہے دیکھو تو پھر کہ خط ملتا ہے کسکا اور عبارت کسکی ملتی ہے ہرکس از دستِ غیر نالہ کند۔ سعدی از دستِ خویشتن فریاد + **قولہ** شانے کا گوشت کانپتا تھا **اقول** اس واقعے مین لفظ فوادیا بوادر واقع ہو اور ان دونون کے معنی گوشت شانہ ہرگز نہین من ادعی فعلیہ البیان بالحجۃ والبرہان **قولہ** یحسب یحسبون تحسبون یخصمون لیکوناً لاوصلبنّ **وقولہ** صفحہ ۲۵ لا تحسبن لا یحسبن کس باب سے ہین کیونکہ یہ سب صیغے قرآن مجید مین خلاف قاعدہ صرف مندرج ہین **وقولہ** صفحہ ۲۸ اصدق کسکا صیغہ ہے **اقول** سفلہ مین لکھدیا گیا تھا کہ ان صیغون کے ابواب وغیرہ ادنی طلبا بھی جانتے ہین ہان یخصمون ولیکونا مین چونکہ باعتبار ان طلبا کے ذرا دقت تھی اسلیے اُسکی تعلیل وتوجیہ بھی لکھدی گئی جیسے اصدّق کے لیے لکھا جاتا ہو کہ اصل مین اتصدق تھا مطابق قاعدہ مشہورہ تا کو صاد سے بدل کر صاد کو صاد مین ادغام کیا پس باوجود اسکے بھی جو پادری صاحب وہی صیغے گردانے جاتے ہین تو اُنکی خدمت مین یہ عرض ہو کہ پہلے آپ ان صیغ کی مخالفت صرفی وشناعت وزنی وقباحت حرفی ثابت کیجیے اُسکے بعد جواب لیجیے والا سے کون سنتا ہو کہانی تری اے یار غلط + کیون بغل مین لیے پھرتا ہو تو طومار غلط **قولہ** قلن نسوۃ وفسجد الملائکۃ جو کہ از روی قواعد صرف ونحو صحیح ودرست ہو قال نسوۃ وفسجد الملائکۃ کو جو خلاف قواعد صرف ونحو ہو عبارت قرآنی کو نحویون نے اپنی اپنی کتاب مین بطریق امثلہ لکھدیا۔ قال صیغہ واحد مذکر و نسوۃ جمع مونث ہو محض خلاف قاعدہ ہو فسجد الملائکۃ **اقول** ماشاء اللہ پادری صاحب کی یہ ایسی فصیح عبارت ہو کہ جسکو دیکھکر آدمی اُنکا مبلغ علم معلوم کر سکتا ہو ثانیاً معلوم نہین کہ قاعدے سے پادری صاحب کونسا قاعدہ مراد لیتے ہین کیونکہ اگر انھین نحاۃ ثقات کے مستخرجہ قواعد مقصود ہین تو پھر اُنپر یہ چوٹ کیسی اور اگر انکے قواعد مستخرجہ کے علاوہ کوئی اور دوسرا قاعدہ ہو تو پہلے

اُسے بیان کرنا اور لوگون کو تسلیم کرانا اور اُسکا ملقی بالقبول ہونا ضرور تھا تاکہ مخالفۃ علی سبیل المطابقۃ متحقق ہو لی والا چہ ثالثاً جس عبارت کو پادری صاحب بزعم خود صحیح فرماتے ہین درحقیقت وہی غلط اور جسے آنکی سمجھ کی لیاقت غلط تصور کرتی ہے فی الحقیقۃ وہی صحیح ہے کیونکہ لفظ نسوۃ قوم و رہط کے مانند ایسی جمع ہے جسکا واحد نہین دیکھا قاموس مین لکھا ہے والنسوۃ بالکسر والضم والنساء والنسوان بکسرھن جموع المرأۃ من غیر لفظھا اور ملائکہ اگرچہ ملک کی جمع ہے لیکن جمع تکسیر پس اول کا فعل تو حقیقۃً واحد ہی چاہیے باقی ثانی کا بھی از روی قاعدہ واحد ہی ہوتا ہے دیکھیے ہدایۃ النحو مین بھی لکھا ہے قام الرجال اور اُسکی شرح درایہ مین لکھا ہے اذا جاءك المؤمنات وقال نسوۃ وقالت الاعراب اور عرب کے کلام مین بھی ایسا ہی آیا ہے دیکھیے ربیع بن زیاد حماسی کہتا ہے ؎ من کان مسرورا بمقتل مالك فلیات نسوتنا بوجه نهار + وفیه قالت امرأۃ ؎ وقد علو الاقوام ان بناته صوادق اذ یندبنه وقوامه + وقال امرء القیس ؎ فظل العذاری یرتمین بلحمها + وشحم کهداب الدمقس المفتل + **قوله** خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ بنایا آدمی کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا اور بنایا جان آگ کی دیگ سے پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اگر انسان و جن سے مراد جمیع یعنی جمیع انسانان و جن مراد ہین اور بقیاس معنی جمع پڑی تو کسیطرح کی قباحت نہین کیونکہ انسان ایک فرقہ ہے اور جن ایک فرقہ ہے یعنی فریقان انس و جن یکذبان فعل تثنیہ بفاعل ہے اگر صیغہ جمع یکذبون اختصموا کے مثل ہوتا تو خلاف قاعدہ صرف و نحو ہوتا **اقول** اولاً صاحبان علم ذرا پادری صاحب کی عبارت کی بہار دیکھین و ثانیاً خلق الجان من مارج کا ترجمہ بنایا جان آگ کی دیگ سے ملاحظہ فرمائین ثالثاً پادری صاحب خیال فرمائین کہ یہ دونون عبارتین با قاعدہ ہین اور کسی مین کسی طرح کی قباحت نہین کیونکہ صیغہ تثنیہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ مین باعتبار لفظ کے ہے اور ھٰذَانِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا مین جمع باعتبار معنی کے وکلاھما جائز و شائع فی کلام البلغا کما فی قوله تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ قال فی الجلالین روعی فیه معنی من وفی ضمیر یقول لفظها انتهی وقال العدیل بن الفرج

العجلی الحماسی ؎ کان ثنایاها اغتبقن مدامة ÷ ثوت حججا فی اَمن ذی قنة فرد ÷
قولہ نقض معمول کا عامل کون ہی کہ جسکے سبب سے محل مجرور یعنی زیر ہی جواب مولوی صاحب یہ ہی کہ باء جارہ
ہی دیکھیے تفسیر بیضاوی مین یہ ہی کہ فخالفو فھم ونقضوا فعلنا بھم بنقضھم الخ خلاصہ یہ ہی کہ
باء جارہ عبارت قرآنی سے محذوف ہی پس دریافت ہوا کہ باء جارہ قرآن مین کم ہے **اقول** پادری
صاحب کے علم و فہم مین البتہ کمی ہی ورنہ قرآن مین نہ کچھ کمی ہی اور نہ زیادتی کیونکہ اصل عبارت قرآن معترضہ علیہا
یہ ہی فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ اور اسی کی تفسیر مین علامہ بیضاوی نے یہ لکھا ہی فخالفوا ونقضوا
فعلنا بھم بنقضھم وما مزیدة للتاکید وفی المدارک ما زائدة افادت تفخیم ہذا الامر وھذا
التفخیم لایعلمہ الا اہل اللسان بالسلیقة ہکذا فی حاشیة البیضاوی ایضا یہی عبارت
منقلہ مین لکھی گئی تھی اور پادری صاحب کو اسی کے مطالعے کی ہدایت ہوئی تھی لیکن الھدایة امر من لدنہ
اگر پادری صاحب کو یہ نعمت نہ نصیب ہوئی تو مین کیا کرون ؎ چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو ÷
سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے ÷ **قولہ** قوم ابرہیم نے مغفرت نہین مانگی بلکہ حضرت ابراہیم کو آگ مین
ڈالدیا **اقول** پادری صاحب نے قرآن شریف کی عبارت فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ پر یہ اعتراض کیا
تھا کہ ب پر نصب کس سبب سے ہے اسکے جواب مین اعراب القرآن کی یہ عبارت لکھدی گئی تھی اعرابہ
کا عراب وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا فالجمہور علی نصب اللام علی ان اسم کان
ما بعد الا وھو اقوی من ان تجعلھا خبرا والاول اسما لوجہین احدھما ان قالوا یشبہ المضمر
فی انہ لا یضمر وھو اعرف والثانی ان ما بعد الا مثبت والمعنی کان قولھم ربنا اغفر لنا دابھم
فی الدعاء ویقرء برفع الاول علی انہ اسم کان وما بعد الا الخبر اسکو تو پادری صاحب سمجھے نہین
فقط ربنا اغفر لنا دیکھ کر یہ خیال کرکے کہ ہو نہو اس مین قوم ابراہیمؑ کی مغفرت کا بیان ہی بناء علیہ
یہ لکھدیا کہ قوم ابراہیمؑ نے مغفرت نہین مانگی بلکہ حضرت ابراہیمؑ کو آگ مین ڈالدیا لاحول ولا قوة الا باللہ
مارے تیر الیمو اور ڈوبے خیر آباد ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ÷ این رہ کہ تو میروی بترکستان ست ÷
قولہ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ۔ ان ناصب اسم و رافع خبر ہے ان کی خبر مرفوع کہان ہے

مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اسکی خبر کائن وغیرہ مقدر و محذوف ہی مولوی صاحب بار بار اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ کو پیش کر کے کہتے تھے کہ خدا قرآن مجید کا حافظ ہی قرآن پاک کوئی گھٹا بڑھا نہین سکتا مولوی صاحب نے لفظ کائن وغیرہ عبارت قرآنی مین داخل کر کے قرآن کی کمی پوری کردی **قول**

ع برین عقل و دانش بباید گریست ✦ کیونکہ متعلقات و مقدرات کا انکار وہی بیخبر کرسکتا ہی جو کسی زبان مین تلفظ نہین کرتا بلکہ حیوان مطلق کے مانند صُمٌّ بُكْمٌ رہتا ہی ورنہ محاورات انسانی مین جو کلام کریگا وہ متعلقات و مقدرات کو ضرور تسلیم کریگا کیونکہ ہر زبان مین یہ امر خاص بہیأت مخصوصہ پایا جاتا ہی اور اس سے کلام گھٹنا بڑھنا بجز پادری صاحب ایسے عالی فہم کے اور کوئی نہین کہہ سکتا حضرت پادری صاحب ذرا ہوش و حواس کو درست رکھ کر اپنے علم و فہم سے کام لیجیے اور یہ یاد رکھیے کہ قرآن شریف بموجب اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ کے بیشک ہر طرح سے محفوظ ہے اور بفحوای لَا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ کے کسی قسم کی کمی و زیادتی اُسمین داخل نہین ہوسکتی و کیف ✦ جو بزم افروز صنع خویش گردد قدرت بیچون ✦ چراغ برق و رباد و باران میکند روشن ✦ **قوله** تفسیر بیضاوی پیش کر کے ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْاٰى کو جو کہ اصل عبارت قرآنی ہی چھوڑ کے اسکی جگہ ثم کان عاقبتھم العقوبة او الخصلة السوئی بیان کیا ہی اور عبارت قرآنی پر ترجیح دیتے ہین انصاف فرمائیے کہ تحریف و تبدیل عبارت قرآنی ہوئی یا نہین مفسرین کو چاہیے کہ اصل عبارت کا مطلب بیان کرین نہ کہ اپنی طرف سے عبارت گڑھین مفسرین کتب مقدسہ اصل عبارت یونانی و عبرانی کے مطالب بیان کرتے ہین **اقول** قریب چالیس برس کے عرصہ ہوا ہوگا کہ پادری صاحب عیسائی ہوے اور جب سے برابر مشنری ہی کا کام کرتے ہین لیکن افسوس ہے کہ ابتک تحریف و تبدیل و تفسیر کے معنے خیال شریف مین نہ آئے

✦ چہل سال عمر عزیزت گذشت ✦ مزاج تو از حال طفلی نگشت ✦ خیر اب بھی اگر ان الفاظ ثلاثہ مین ذرا غور کرینگے تو تفسیر کو ہرگز تحریف و تبدیل نفرمائینگے اور اپنی بڑھ مین جو گڑھنے کا لفظ استعمال کر گئے ضرور اسپر ندامت کھینچینگے ع باز آ باز آ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ ✦ اور اپنے مفسرین بائیبل کا جو تذکرہ خیر کرتے ہین تو ناحق اپنے بزرگون کے چھپے ہوے عیبون کے ظاہر کرنے مین کوشش فرماتے ہین ✦ غنی طرح سخن

خود کن اگر میل سخن داری ٭ چرا باید تصرف در زمین دیگران کردن ٭ دیکھیے میور صاحب تاریخ کلیسا مین لکھتے
ہین قدیم فیلسوفون کے درمیان یہ رسم ایک عرصے سے جاری تھی کہ اپنی تصنیف کسی دوسرے ایسے شخص
کے نام سے مشہور کردین جسکو سب مانتے ہون تا کہ لوگ اُسکے مضامین کو دل دیکر پڑھین گو یہ عوام الناس کو
معلوم ہو کہ وہ مضامین صرف مصنف کے ہین یہ بات جہان صرف خیالی عقائد در پیش ہین گفتگو بھی شاید
مضر نہو لیکن جب اُسنے دین عیسوی مین راہ پائی تو بجز اسکے اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ عموماً بدگمانی اور تکرار
پیدا ہو اور اُسکے اُسوقت کی صفائی مین داغ لگے اور آئندہ کے لیے بڑی بڑی خرابیون کا سامان
پیدا ہو یہی اُن جعلی انجیلون کی اور اعمالون کی اور مکاشفاتون کی جڑ ہوئی جو لوگون نے کسی نہ کسی حواری
کے نام سے مشہور کردی ہین جو کتابین کہ بہت دن کے بعد لکھی گئین لوگون نے حواریون کے تابعین
کی تصنیف بتلا دین اسطرح کی دغا فریب اکثر کسی نئے مسئلے کو قدیم ثابت کرنیکے لیے خواہ تادیب مین کوئی
تازہ بات ایجاد کرنے کیلیے خواہ کسی اندازے کا اختیار حاصل کرنیکے لیے کام مین لاتے تھے اور اس مکروہ مگر عام پسند
قاعدے کو کہ سچ کی تائید جھوٹ سے جائز ہو سکتی ہے لوگ جب ٹھہراتے تھے چھہ سو برس سے زیادہ یہ موجب رسوائی کلیسیاے
روم مین بنا رہا اور اُسی کتاب کے صفحہ ۱۹ مین لفظ نسطقی کی تفسیر مین لکھا ہے یہ لفظ یونانی ہے اُس زمانے مین
اسکے معنی صرف علم و دانش کے ہین لیکن آخر زمانے مین عیسائی مصنفون کے درمیان اُس سے مراد اُس
واقفیت سے لی گئی جو راز کے طور پر عقیدون سے یا پوشیدہ تفسیرون سے کہ ہر شخص کو معلوم نہین ہو سکتی
تھی ہوا کرتے تھے انتہی اور عبرانی کا یہ حال ہے کہ پیدائش کے ۱۶ باب کی ۱۲ آیت مین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
کی شان مین یہ لکھا ہے והוא יהיה פרא אדם
ידו בכל ויד כל בו

یہ عبارت عربی حرفون مین یون لکھی جائیگی وهو یهیه پیری آدام یادو بکل وید کل بو اور
اسکا ٹھیک عربی ترجمہ یہ ہوگا وهو یکون انسانا حرا یدہ بالکل وید الکل بہ چنانچہ ترجمہ عربیہ
سنہ ۱۸۱۱ء مین یہی لکھا ہے یدہ فی الکل وید الکل فیہ جسکا اردو یہ ترجمہ ہوگا کہ وہ آزاد آدمی ہوگا اور

اُسکا ہاتھ سب مین اور سب کا ہاتھ اُسمین ہوگا لیکن آپ کے علمای مفسرین اور بہت سے حضرات مترجمین نے یہان جو کارستانیان کی ہین اور اسکے بے لفظین گڑھی ہین اُنکو ملاحظہ فرمائیے نسخہ عربیہ مطبوعہ ۱۸۶۵ء (جسکے عنوان مین یہ لکھا ہی کتاب المقدس المشتمل علی کتب العهد العتيق الموجودة في الاصل العبراني وايضاكتاب العهد الجديد لربنا يسوع المسيح طبعه العبد الفقير وليم واطس في لندن المحروسة سنة المسيحية على النسخة المطبوعة في رومية العظمى سنة لمنفعة الكنائس الشرقية) مین اس جملے کا یہ ترجمہ کیا ہی هذا سيكون انسانا وحشيا ويده ضد الجميع ويد الجميع ضده اور ترجمہ اردو (جسکے عنوان مین یہ لکھا ہی کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ انکا ترجمہ عبرانی و یونانی زبانون سے زبان اردو مین ہوا ہے تصحیح کرکے اب چوتھی بار چھپوائے ہین میرزاپور مین نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی کی طرف سے ارفن اسکول پریس کے وسیلے ڈاکٹر سیتھر صاحب کے اہتمام سے ۱۸۷۰ء مین چھاپی گئی) مین لکھا ہی وہ وحشی آدمی ہوگا اُسکا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اُسکے برخلاف ہونگے اور اسکے رفرنس مین باب ۲۱ کی آیت ۲۰ کا حوالہ کیا اور وہان یہ لکھا ہی اور خدا اُس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان مین رہا اور تیرانداز ہوگیا اور وہ فاران کے بیابان مین رہا اور پھر اسی مترجم نے لفظ وحشی پر یہ ۱۱ نشان دیکر (یاگورخرسا) بھی لکھا ہے اور یہ سب عبرانی لفظ پیرا مین ان حضرات نے یہ گل کھلایا ہے جسکے معنی جنگل پھول پر اوقات بسر کرنے والا یا پھولا پھلا یا خودمختار و غیرتابع و عجیب و انوکھا آدمی بھی ہے جیسا کہ جنیس و برسلا وغیرہ عبرانی لغویون نے تصریح کی ہی پس باوجود اسکے جوان حضرات مترجمین نے یہ زہر اُگلا ہی تو لفظ گڑھنا اگر اسکو نہ کہینگے تو اور کسکا نام دھرینگے افسوس ہی کہ ان حضرات مترجمین و مفسرین نے اپنی بائبل کے فحوا و مطلب کو بھی کچھ نہ سوچا کہ اللہ تعالی نے ان جملون کو حضرت ہاجرہ کی تسلی کے مقام پر ذکر فرمایا ہی پس ایسے محل مین ہر عاقل وہی جملہ کہا کرتا ہی جس سے شخص مبتلا کو تسکین ہو نہ ایسا جملہ استعمال کرتا ہی جس سے اُسکا قلق و ہیجان اور بھی بڑھ جائے پس مطابق اسکے اس مقام پر جب ایسے ہی معنی لیے جاوینگے جس سے یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالی حضرت اسمعیل کے اوصاف محمودہ بیان کرکے انکی والدہ ماجدہ کی تسلی و تسکین فرماتا ہی یعنی وہ ایک شاندار

وخود مختار و بامراد آدمی ہوگا جیسا کہ آیت ۲۰ باب ۱۲ مین ہی کہ وہ تیرانداز ہوا تب ہی ٹھیک ہوگا نہ ایسا جملہ کہ وہ سب کے برخلاف ہوگا اور سب لوگ اُسکے برخلاف ہونگے اسمین اُنکی کیا تسکین ہوئی ہوگی بلکہ اور حیرانی و پریشانی اُنکو لاحق حال ہوئی ہوگی پس چونکہ عام عقلا کا کلام بھی اس سے مبرا و معرا ہوا کرتا ہے الہامی کلامون مین ایسا مضمون کیونکر پایا جاسکتا ہی پس اس سے ثابت ہوگیا کہ یہ حضرات مترجمین و مفسرین بائبل کی گڑھت و بناوٹ ہی و بس ؎ مضمون دزدی یاران نمی باشد غمی مارا ۔ چنان بستیم مضمون راکہ نتواند کسی بردن ؏ **قولہ** اِذًا اسم مبنی پر تنوین کیون ہی الیٰ قولہ اذ اجملے کی طرف مضاف ہو تو جملے کو گراکے اُسکے عوض اذ کو تنوین دیتے ہین نحو یومئذ وحینئذ الیٰ قولہ یہ تنوین بالجر ہی اور اذ کی تنوین بالفتح ہی سورۃ العنکبوت وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ الیٰ قولہ سورۃ النازعات قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ **اقول** پادری صاحب جب آپنے یہان یہ تسلیم کیا کہ جملہ محذوف مضاف الیہ کے بدلے اذا منون ہوا ہی تو اُسکے ساتھ یہ بھی کیون نہ خیال فرمالیا کہ جیسا جملہ محذوف ہوگا ویسے ہی تنوین سے اذا منون ہوا کریگا چنانچہ حینئذ و یومئذ کہ انکا مضاف الیہ جملہ حین اذ کان کذا و یوم اذ کان کذا ہی اسلیے یہ مجرور ہے اور جملہ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ مین اذا کنت قادرًا کاتبًا اور اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ مین اذا کرہنا ای رجعنا تکون رجعۃ خاسرۃ ہی اسلیے یہ منصوب ہے، پس افسوس ہے کہ آپ حیثیات کا فرق نہین کرتے اور ہر جگہ ایک ہی اعتبار جائز رکھتے ہین ؎ وہو کا ترنی ؎ براہ جستجوی او قدم فہمیدہ نہ سالک ✤ کہ موسیٰ بے عصا این راہ نتوانست طی کردن

قولہ سورۂ یوسف رکوع ۴ قَالَتْ فَذَٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ الیٰ قولہ ذٰلِكُنَّ اسم اشارہ جمع مونث ہی ذٰلِكَ اسم اشارہ مذکر کی جگہہ پر کیون استعمال کیا کیونکہ مشار الیہ مذکر ہے کیا فصاحت و بلاغت کے یہی معانی ہین کہ ذٰلِكُنَّ اسم اشارہ جمع مونث کو ذٰلِكَ اسم اشارہ مذکر کی جگہہ پر مشار الیہ مذکر کے لیے استعمال کرین اور یہان پر مشار الیہ حضرت یوسفؑ ہین اگر عبارت قرآنی قَالَتْ فَذَٰلِكَ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ ہوتی تو از روی قواعد صرف و نحو درست ہوتی ای فہو ذلك العبد الکنعانی الذی لمتننی فیہ **اقول** یہ سب تو آپ فرما گئے لیکن تفسیر بیضاوی وغیرہ مین جو یہ جملہ ہے اُسپر

نظرۃ الی فہذا ہو الذی لمتنی فیہ فوضع ذلک موضع ہذا رفعا لمنزلۃ المشار الیہ انتہی
کاش اگر آپ اسکو ملاحظہ فرما کر ذرا بھی غور فرماتے تو یہ اعتراض ہرگز نکرتے اور قرآن شریف کی بےمثیل فصاحت
و بلاغت پر ضرور ایمان لاتے ؎ و اذا خفیت علی الغبی فعاذر + ان لا ترانی مقلۃ عمیاء **قولہ**
سورہ منافقون رکوع ا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ الی قولہ
اَسْتَغْفَرْتَ کس کا صیغہ اور کس باب سے ہے جو کہ ہمزہ بالنصب ہے اگر باب استفعال سے ہی تو ہمزہ بالکسر ہونا چاہیے
الی قولہ ہمزہ وصلی ہی نہ قطعی الی قولہ اگر ہمزہ استفہام ہی تو محذوف ہمزہ وصلی کی کیا وجہ اور ترجمے مین ہمزہ
استفہام کا ترجمہ فارسی اردو مین نہین ہے اور تَسْتَغْفِرْ کے بعد لَهُمْ کا ترجمہ اردو مین کیون ترک کیا
و اَسْتَغْفَرْتَ صیغۂ ماضی کو استغفر صیغۂ امر کی جگہ کیون استعمال کیا **اقول** بیا نیر پادری صاحب عجب خود
لئی سوال کر گئے بہت ساز ہر اگل گئے بس نمبروار ہم سبکے جواب پیش کرتے ہین ؏ گر قبول افتد ہی عز و شرف
پہلے سوال کا جواب تو پادری صاحب نے خود ارشاد فرمایا ہی کہ اَسْتَغْفَرْتَ صیغۂ ماضی الی قولہ باب استفعال
سے ہے اور ثانی کا جواب اعراب القرآن مین یہ لکھا ہی والهمزة فی استغفرت لهم مفتوحة همزة
قطع و همزة الوصل محذوفة و فی حاشیة البیضاوی بفتح الهمزة لكونها همزة الاستفهام
و سقوط همزة الوصل اور ثالث کا یہ جواب ہے کہ جب لفظ اَمْ کا ترجمہ کیا گیا تو ہمزۂ استفہام کے ترجمے
کی ضرورت نرہی کیونکہ اُسی سے مطلب سمجھا جاتا ہی کما لا یخفی اور رابع کا یہ جواب ہی کہ جن تراجم قرآنات
مین لفظی ترجمہ کیا گیا ہی اُنمین لفظ لَهُمْ کا بھی ترجمہ ہوا ہے اور جنمین مرادی ترجمہ ہوا ہی اُنمین اُن ضمائر و صلات
کے ترجمے کی کوئی ضرورت نہین سمجھی گئی کیونکہ نفس مطلب بدون اُنکے بھی حل ہو جاتا اور ہر شخص اصل مطلب
بوجھ جاتا ہی پس باوجود اسکے بھی اُنکا ترجمہ کرنا اردو فارسی ترجمون کو غیر فصیح کرنا بلکہ بعض جگہ غیر مفہوم و معقد
کر دینا ہی جیسے کہ ان نقائص و عیوب سے آپکے بائبل کے ترجمے مملو و مشحون ہین کما لا یخفی علی المتدرب
اور خامس کا یہ جواب ہی کہ ماضی مین تصرم و تحقق ہوتا ہی اسلیے ایسے محل مین بھی مذکور ہوا کرتا ہی کما لا
یخفی علی المهرة **قولہ** سورہ بقرہ رکوع ۱۲ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ سورۃ الانفال رکوع ۴
اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ الا فی الفاسقون والمتقون کے واو کو عمل بالنصب اعراب بحرف یا نون

نہین کیا کیونکہ الا حرف استثنا مستثنیٰ منہ کے بعد آتا ہی مستثنیٰ کو نصب کرتا ہی **اقول** قال فی ہدایۃ النحو وان کان مفرغا بان یکون بعد الا فی کلام غیر موجب والمستثنیٰ منہ غیر مذکور کان اعرابہ بحسب العوامل تقول ماجاءنی الا زید ومارأیت الا زیدا ومامررت الا بزید کاش یادر یصاحب نے اگر یہ عبارت بھی دیکھی ہوتی تو یہ سوال نکرتے ؎ چشم ہر کس کہ شد از سرمۂ عرفان روشن * آتش طور زہر سنگ توانند دیدن **قولہ** سورۃ الزخرف رکوع ۷ الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین الی قولہ عمل بالنصب اعراب بحرف یا کیا یعنے جو واو کہ المتقون مین ہی یا عمل کرکے المتقین کیا آپ فرمائیے کہ سورۃ البقرہ وسورۃ الانفال مین الا نے کیون نہ عمل کیا اور سورۃ الزخرف مین عمل کیا اسکی کیا وجہ ہی **اقول** اسکی یہی وجہ ہی کہ وہ استثنا مفرغ ہی اور یہ متصل ہے اور اسکا وہی اعراب ہوا کرتا ہی اور اسکا یہی کاش آپ ہدایۃ النحو وکافیہ بھی سمجھکر پڑھے ہوتے تو یہ سوال نکرتے کیونکہ اس مین آپ کی قلعی کھلی جاتی اور رہی سہی قابلیت بھی ظاہر ہوئی جاتی ہی ؎ تراآہ دل مجنون چو دامنگیر شد لیلی * درین رہ محملی خود را بشی پی میتوان کردن + **قولہ** سورۃ الانبیاء رکوع ۲ لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا الی قولہ سورۃ آل عمران رکوع ۷ وما من الٰہ الا اللہ علامہ جمال الدین نے جو کہ سورۃ الانبیاء مین کہ الا حرف استثنا اللہ کی جمع آلھۃ جمع منکورہ غیر محصورہ مستثنیٰ منہ کے بعد اور الا کے بعد اللہ کو بالضم مستثنیٰ بیان کیا کہ یہان الا غیر کے مانند صفت ہی غیر کا عمل الا کے مانند ہوا اس سبب الا ناصب نہین اب جناب مولوی الشیخ ابن حاجب کا قاعدہ آل عمران رکوع ۷ مین کیا ہوا کہ الا اللہ مستثنیٰ منہ کے بعد واقع ہی اور اللہ جمع منکورہ غیر محصورہ نہین ہی اللہ مستثنیٰ منصوب نہوکے بالضم کیون ہی **اقول** علامہ ابن حاجب کے دونون قاعدے بجائے خود صحیح ہین ایک کو تو آپ تسلیم ہی کرتے ہین باقی دوسرا وہ بوجہ مستثنیٰ مفرغ کے بحسب عامل اپنے مرفوع ہے کما لا یخفی وقدم مرا افتد کر سے الغافل حرفت ما نشنید ما شرمندہ ایم * یار را انگشت در گوش ست وما را در دہن + **قولہ** ان ھذا الا سحر مبین اگر عبارت قرآنی ان ھذا الا سحرا مبینا ہوتی تو از روی قاعدہ صرف ونحو درست ہوتی کیونکہ الا حرف استثنا مستثنیٰ منہ کے بعد ومستثنیٰ کے قبل واقع ہی مستثنیٰ کو نصب کرتا ہی **اقول**

یہ حکم مستثنے متصل کا ہی اور یہ مستثنی مفرغ ہی اور اسکا اعراب بحسب عوامل ہوا کرتا ہے کما مر فتدبر
ع گر سخن از خود نداری بہ کہ بربندی لسان ٭ بائی چون خامہ انی حرف مردم بر زبان + قولہ سورۃ المائدہ
رکوع ۱۰ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ اگر مستثنی منہ کو غیر محصورہ سمجھکے مستثنیٰ کو حرف استثنا الا کے بعد ضمہ دیا ہے
تو سورہ یونس رکوع ۱ مین اِلَّا النَّاس غیر محصورہ کے بعد واقع ہی مستثنیٰ اُمَّةً کو ضمہ کیون نہ دیا وَمَا کَانَ
النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا اقول حضرت پادری صاحب وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدٌ مین
جو آپ سمجھتے ہین وہ سمجھکر ضمہ نہین دیا گیا ہی بلکہ ان دونون آیتون مین مستثنی مفرغ ہونیکے سبب سے بحسب عوامل
اعراب دیا گیا ہے پہلا چونکہ محل خبر مین ہی اسلیے مضموم ہوا اور ثانی کان کی خبر ہی اسلیے منصوب کیا گیا
اور الا ان دونون مین فارغ عن العمل ہا فتامل فانہ دقیق جدا قولہ سورہ ہود رکوع ۲ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ از روی قاعدہ الا النار چاہیے سورۃ الرعد رکوع ۳ وَمَا الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ اگر متاعا ہوتا تو از روی قاعدہ منضبطہ صرف و نحو عبارت صحیح و درست ہوتی
اقول چونکہ ان دونون آیتون مین بھی پہلی آیتون کے مانند مستثنی مفرغ ہین اسلیے از روی قاعدۂ
منضبطۂ صرف و نحو یون ہی درست ہین لیکن اگر آپ کی فہم عالی درست ہوگی تو یہ سب آپ کو درست
معلوم ہونگی والا ع فکم من عائب قولا صحیحا + وآفتہ من الفهم السقيم + قولہ سورہ
یوسف رکوع ۱۰ اسْتَيْئَسُوْا لَا تَايْئَسُوْا يَايْئَسُ ۱۱ اسْتَيْئَسَ یہ کسکے صیغے ہین اور الف کو تا و یا کے
ما بعد زائد کرنے کی کیا ضرورت ہی وعین فعل بالنصب کیون ہی کیا فصاحت کی سبب سے یہ لغات مستعمل ہین
اقول فصول اکبری پڑھنے والا بھی ان صیغون کو بتلا دیگا لکن زيادة السين والياء فهو للمبالغة
كما في البيضاوي وفيه عن البزي يا استايس بلا الف وفتح الياء من غير همزة واذا وقف
حمزة القى حركة همزة على الياء على اصله انتهى اور اس مین مخل بالفصاحۃ کون امر ہی آپ کو اسے
بیان کرنا تھا و الا جرح مجرد کوئی جرح نہین اور اسکے فصیح ہونے کے لیے قرآن مین آنا و فصحای عرب عربا
کے محاورے مین پایا جانا کافی ہی اما الاولی فظاهر واما الثاني فقال مالك بن عوف ع لقد
يئس الاقوام اني انا ابنه + وان كنت عن ارض العشيرة نائبا + كما في الاتقان عن ابن

عیاش و الجمع وقال یحییم بن دبل الیربوعی اقول لاتل الشعب اذ ناسرونني + الم تیئسوا انی ابن فارس زهدم + کما فی الصحاح والجمع وقال المتلمس الحماسی ے الم تران الجون اصبح راسیا تطیف به الایام ما یتأیس وقال محمد بن بشیر الحماسی ے لاتیأسن و ان طالت مطالبه + اذا استعنت بصبران تری فرجا + وقال لبید ے حتی اذا یئس الرماۃ وارسلوا + غضفا دواجن قافلا اعصامها + **قوله** سورۃ الانعام رکوع ۷ لِتَسْتَبِیْنَ کس کا صیغہ ہے اس فعل اور اسکے فاعل و مفعول مین کیون اختلاف ہی وَکَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ واو عطف محض غلط ہی اگر عبارت فارسی ترجمۂ قرآن کو غور فرمایئے تو صاف ظاہر ہوگا کہ مولوی ولی اللہ صاحب نے واو عطف کو غلط سمجھ کے عبارت فارسی مین نہین لائے اگر عبارت قرآنی وکذلک نفصل الایات لتستبین سبیل المجرمین یون ہوتی تو ازروی ترجمۂ فارسی مولانا شاہ ولی اللہ صاحب درست ہوتی۔ ترجمۂ فارسی۔ وہمچنین تفصیل سکینم نشانہا را تا ظاہر شود راہ ستمگاران **اقول** صیغہ تو اسکا ظاہر ہی باقی فاعل و مفعول مین جو اختلاف ہی اسکا جواب یا در کھیے۔ صاحب اسی صفحے مین خود تحریر فرماتے ہین قرأ نافع بالتاء ونصب السبیل علی معنی ولتستوضح یا محمد سبیلهم فتعامل کلا منهم بما یحق له فصلنا هذا التفصیل وابن کثیر وابن عامر وابو عمرو ویعقوب وحفص عن عاصم برفعه علی معنی ویستبین سبیلهم والباقون بالیاء والرفع علی تذکیر السبیل نافع نے فعل کو بالتاء و سبیل کو بالنصب اسلیے پڑھا کہ ای محمد تو اُنکی راہ ظاہر کریگا اور جو کچھ احکام حق اُنکے بارے مین ہین اُنکے لیے کما حقہ تعمیل کریگا اسواسطے ہمنے تفصیل الآیات بیان کی وابن کثیر وابن عامر وابو عمرو ویعقوب وحفص شاگرد عاصم نے فعل کو بالتاء و سبیل کو سبیلُ اسلیے پڑھا کہ اُنکی راہ ظاہر ہوگی اور باقیون نے فعل کو بالیاء لیستبین و لتستبین و سبیل کو مذکر بالرفع کہ اُنکی راہ ظاہر ہوگی انتہی باقی یاد رکھیے۔ صاحب جو واو لتستبین کو غلط فرماتے ہین اور اسکے ثبوت و سند مین مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کا ترجمہ دکھلاتے ہین تو ہم کہتے ہین کہ معاذ اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسکو غلط نہین ٹھہراتے بلکہ وہ تو اسی ترجمے کے حاشیے مین یہ تحریر فرماتے ہین۔ نزدیک مترجم آنست کہ این واو زائد ست مثل واو فتحت ابوابها اور

علامہ بیضاوی لکھتے ہین وبجعل ان یعطف علی علتہ مقدرۃ ای نفصل الآیات لیظہر الحق ولیستبین پس کوئی مترجم مسلمہ اسکو غلط کہتا ہو اور نہ معاذ اللہ باطل ٹھہراتا ہو ہان بعض اسکو علتہ مقدرہ پر معطوف قرار دیتے ہین اور بعض زائدہ موکدہ تجویز فرماتے ہین ولہما محل حسن کما لایخفی **قولہ** اصل عبارت قرآنی مین بے شمار ردوبدل ہے کیونکہ کوئی قاری لتستبین کو لیستبین اور کوئی لیستبین اور سبیل کو فعل لتستبین کا فاعل اور کوئی مفعول پڑھتا ہو ان بیانات قراءات سے نہ صرف تحریف عبارت قرآنی پائی جاتی ہے بلکہ مضامین مین آسمان و زمین کا فرق ہو اگر قرار کے تمام قرآن اجتماع کیے جائین تو اسقدر اختلاف عبارت پایا جائیگا کہ ایسی ردوبدل وتبدیل عبارات کسی کتاب مین نہین ہو **اقول** پادری صاحب کے بڑے بڑے اکابر علما اس امر کو تسلیم کر چکے ہین کہ دنیا مین قرآن کے سوا کوئی ایسی صحیح الاصل محفوظ المتن کتاب نہین ہو جو اپنے زمانہ شیوع سے آجتک بلا ردوبدل ہو بہو بعینہ موجود ہو اور ان اختلافات قرا مین ذرہ برابر بھی کوئی مضمون اصلی قرآن کا نہین بدلتا چہ جائیکہ معاذ اللہ آسمان و زمین کا فرق پڑجاے کیونکہ در حقیقت یہ حضرات قرار بھی مفسرین قرآن کے مانند محال مختلفہ سے باحسن وجوہ اسکی تفسیر فرماتے ہین اور قراءات مختلفہ سے بانواع متنوعہ نفس مطالب و اصل و مآل و مقصد مین سب ایک ہی مضمون ارشاد کرتے ہین عباراتنا شتّیٰ وحسنک واحد لیکن پادری صاحب جو یہ لکھتے ہین کہ اگر قراء کے تمام قرآن اجتماع کیے جائین تو اولاً قراءات کی جگہ قرآن لکھتے ہین وثانیاً جمع کی جگہ اجتماع تحریر فرماتے ہین اور ثالثاً اس سے مطلق خبر نہین رکھتے کہ ان قراء کی تمامی قراءات ہمارے یہان مدون ہو چکین اور شاطبی و نشر وغیرہ کتابین اسی غرض سے تصنیف و تالیف ہوئی ہین اور ان مین سب کی چھان بین وجانچ پڑتال بخوبی ہو چکی ہو کہین سے کسی طرح یہ ثابت نہین ہوتا کہ معاذ اللہ ان قراءات متنوعات سے نفس مضمون قرآن بدل جاتا یا معاذ اللہ الٹ پلٹ جاتا ہو ہان پادری صاحب کی توریت و اناجیل البتہ ان محامد جلیلہ و اوصاف جمیلہ سے مملو ہین چنانچہ اعجاز عیسوی وغیرہ رسالون مین کچھ اسکی قلعی کھولی گئی ہو پس پادری صاحب ایسا واہیات اعتراض کرکے کیون خواہ اپنا عیب کھلواتے اور فتنۂ خوابیدہ کو جگاتے ہین ؎ چو تیر اندازی بر روی دشمن * چنان دان کاندر آماج نشستی **قولہ** سورۂ فاطر رکوع ۳ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ بجز لفظ اخریٰ مثل مثقلۃ مثقلہ اثقیلہ ہو مثقلۃ

مین تا ز را ایک مخرج سے ہین اسی سبب سے ثقیل ہے وہی حال تزد کا کہ جسکے سبب سے ثقیل ہے تنذر کو بھی ثقیل تصور فرمائیے **اقول** مستشزرات اس سبب سے ثقیل نہین ہے کما سیأتی اگر آپکے پاس اسکی کوئی دلیل ہو تو بیان فرمائیے والا دعوی بے دلیل قبول خرد نہین اور جب اسکا اس سبب سے ثقیل ہونا باطل ہوا تو اسپر تزد و ازرۃ وزر اور تنذر کا متفرع کرنا بھی باطل ہوگیا کما لا یخفی و معہٰذا قال **ابو نواس** ساخذ من قولیہما طرفیہما + واشربہا لا فارق **الوازر الوزر** اور تنذر کو کوئی اسپر قیاس نہین کرسکتا کما لا یخفی و معہٰذا قال **ابن احمر کما فی الصحاح** کو دون لیلی من تنوفیۃ + لماعتہ **تنذر** فیہا النذر + اور لفظ اخوی کو آپنے بیان مستثنی فرمایا ہے اور اپنے نسخہ مین اسپر بھی ایک رقم مارا ہے لیکن یہ نہ سوچا کہ چراغی را کہ ایزد بر فروزد + ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد + **قولہ** سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۷ استفزز تو ازحد ثقیل ہے **اقول** یہ دعوی بلا دلیل ہے کیف وقد قال **فی القاموس** فزعنی عدل والفرد والظبی فزع والرجل یفز فزازۃ وفرورۃ توقد وفلانا عن موضعہ فزاز والجرح یفز فزیزا سال وندی واستفزہ استخفہ وفی **الصحاح** وقعد مستفزا ای غیر مطمئن وافززتہ افزعتہ وازعجتہ وطیرت فؤادہ قال **ابو الذیب** والدہر لا یبقی علی حدثانہ + شبب **افزتہ** الکلاب مروع + **قولہ** اگر علامۂ تفتازانی کی عبارت کان من قرب المخارج او بعدہا او غیر ذلک کو بنظر غور تصور فرمائیے تو اظہر من الشمس ہے کہ الواعہٰہ ثقیل ہے **اقول** عبارت علامۂ تفتازانی کو بخوبی غور کیا اُس سے ایسی من لاشئی ظاہر ہوا کہ الماعہٰہ غیر ثقیل ہے وشواہدہ قدمر **قولہ** اور علامۂ تفتازانی نے بیان کیا ہے کہ بعض علما کا ظن ہے کہ مستشزرات اس سبب سے ثقیل ہے کہ شین تا و زا کے درمیان ہے سورۃ الروم رکوع ۳ تنتشرون سورۃ الانعام رکوع ۹ تنتشرکون انمین شین تا اور ا کے درمیان ہے اور را و زا کا ایک مخرج ہے اسی قول مطابق اسکے یہ دونون مستشزرات کے مانند ثقیل ہین **اقول** علامۂ تفتازانی نے اس ظن کو رد کیا ہے نہ کہ اسکو معتبر سمجھکر بیان کیا ہے کما قال فی المطول و زعم بعضہم ان منشأ الثقل فی مستشزرات ہو توسط الشین المعجمۃ التی ہی من المہموسۃ الرخوۃ بین التاء التی ہی من المہموسۃ الشدیدۃ والزاء المعجمۃ التی ہی

من المجهورة ولو قال مستشرف لزال ذلك الثقل وهو سهو لان الراء المهملة ایضا من المجهورة فیجب ان یکون مستشرف ایضا متنافرا بل منشأ الثقل هو اجتماع هذه الحروف المخصوصة انتهی پس بنا بر اسکے تَتَشَرَّفُونَ و تُشْرِكُونَ وغیرہ کوئی ثقیل نہین کما لا یخفی سعہذا مین نے انکے شواہد و نظائر بھی فصحاے عرب عربا سے نقل کر دیے ہین فتذکر **قوله** مولانا غیاث الدین نے جمع علم وصدق قول کی مثالون سے قرآن کی ثقالت کما حقہ ظاہر کر کے علماے دین محمدیہ کے لب بند کر دیے سورۃ البقرہ رکوع ۲۴ غَفُورٌ رَّحِيمٌ سورۃ المائدہ رکوع ۸ وَاسِعٌ عَلِيمٌ سورۃ الانفال رکوع ۲ سَمِيعٌ عَلِيمٌ سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ أَضِيعُ عَمَلَ سورۃ الحجر رکوع ۲ نَحْنُ نُحْيِي سورۃ النساء رکوع ۱۳ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ یہ تمام الفاظ قرآنی جمع علم وصدق قول کو جو مولوی محمد غیاث الدین نے مثال دی ہے اسکے مانند ہین **اقول** افسوس ہے کہ مدت سے پادری صاحب مشن کا کام کرتے ہین لیکن ابتک غیاث اللغات کا مطلب بھی نہین سمجھ سکتے کیونکہ مولوی غیاث الدین رامپوری نے غیاث اللغات مین بتحقیق لفظ فصاحت یہ لکھا ہے فصاحت کشادہ سخن شدن و تیز زبانی و خوشگوئی از منتخب و باصطلاح معانی کلام ستے از الفاظیکہ زبان زد بلغا باشد و از ضعف ترکیب کلمات یعنی ترکیب غیر مانوس و الفاظ ثقیل و درشت و اجتماع دو حرف از یک جنس کہ موجب ثقل ست چنانچہ درین الفاظ جمع علم وصدق قول کہ دو عین و دو قاف جمع شدند و الفاظ غیر مانوس و لغات مشکلہ کذا فی مختصر المعانی و دیگر رسائل انتہی اسکی اور قیود کو تو پادری صاحب بالکل بھول گئے لیکن جملۂ اخیرہ کی فقط دو مثالون کو دیکھ کر قرآن شریف کی ثقالت ثابت کرنے لگے اور یہ نسمجھے کہ مولوی غیاث الدین صاحب نے یہ زبان فارسی کیلیے لکھا ہے کیونکہ حرف عین و قاف حروف مخصوصۂ عربیہ سے ہین کہ فارسی مین ہرگز نہین آتے چنانچہ مولوی سید حسن علی قواعد فارسی مین لکھتے ہین ؎ ہشت حرفست آنکہ اندر فارسی نایدہمی ✤ تا نیاموزی نباشی اندرین معنی معاف ✤ بشنو از من تا کدام ست آن حروف و یاد گیر ✤ ثا و حا و صاد و ضاد و طا و ظا و عین و قاف ✤ اور پھر یہی حضرت خواص حروف تہجی مین لکھتے ہین و ہمچنین اگر عین در کلمۂ فارسی یافتہ شود در اصل الف بودہ کہ بتغیر لہجہ عین خوانند اور حرف قاف کے بیان مین لکھتے ہین این حرف در فارسی نیامدہ و اگر یافتہ شود در اصل غین بود یا کاف چون قالیچہ و قلندر اما لفظ قند معرب کندست انتہی پس زبان فارسی کی یہ غایت درجہ کی فصاحت و نہایت مرتبہ کی بلاغت ہے کہ اس مین الفاظ

زبان غیر نہ آوین چنانچہ شاہنامہ طوسی اسی صنعت کے سبب سے بے مثل ہو رہا ہی پس جب فارسی زبان مین کوئی حرف
عربی کا آویگا تو ضرور اسکی سلاست و فصاحت کو گھٹاویگا خصوصاً اس حال مین کہ بموجب یک تشدد دو تشدد کی دو دو
حرف اکٹھا آجاوینگے تو بیشک اُسکو مرتبہ فصاحت سے گرا دینگے اسی بنا پر ہم اشتباہات نے یہ سب لکھا اور اسی لیے
فقط انھین دو مثالون پر اکتفا کیا کیونکہ انکے ماسوا مین یہ ترکیب بلا تردد جائز ہی جیسے شرف الدین بخاری لکھتے ہین
؎ بین بآن نیم من کہ میماند * پای شوید ہر انکہ می داند + اور حضرت خواجہ حافظ فرماتے ہین ؎ شکر شکن
شوند ہمہ طوطیانِ ہند * زین قندِ پارسی کہ بہ بنگالہ میرود + اور غنی کہتے ہین ؎ چشم کرم مدار ز شاہان کہ
جز نمد * آئینہ خلعتے ز سکندر نیافتہ است + اور میرزا صائب لکھتے ہین ؎ ما حجاب آلودگان از جرأتِ پروانہ نیست *
گرد سر گردیدنِ ما گردِ دل گردیدن ست + اور علی حزین فرماتے ہین ؎ چرا بار دل نازک کنم نازِ طبیبان را *
کہ آن لعل مسیحا دم مرا بیمار نگذارد + اور حضرت سعدی ارشاد کرتے ہین ؎ اطفال برند و ہر دو درویش *
خرما بخورند و زر نباشد + اور میرزا قتیل شجرۃ الامانی مین لکھتے ہین فصاحت کلمہ خالی بودن لفظ ہست از غرابت
چون ملماس یعنی مسلم و عقیان بجائے زر و سرحان بجائے گرگ و دیگر اصطلاح و محاورہ یک لفظے کہ در استعمال نباشد و تنافر حروف
و آن جمع شدن حروف ثقیلہ ست چون ہنخاع یعنی چراگاہ و بیشہ وار زیر فارسی انتہی اور پھر عربی و فارسی دونون مین
جب ایسے قریب المخارج حروف مکرر و متوالی یعنی متعدد پے در پے واقع ہون تو البتہ وہ عیب سمجھے گئے ہین و الّا دو ایک
لفظ مخل بالفصاحۃ نہین ہین جیسے مطول مین لکھا ہی و التنافر ان یکون الکلمات ثقیلۃ علی اللسان
فمنہ ما ہو متناہ فی الثقل کقولہ ؎ ولیس قرب قبر حرب قبر + و قبر حرب بمکان قفر و منہ
ما دون ذلک مثل قولہ ای ابی تمام ؎ کریم متی امدحہ امدحہ و الوری معی و اذا ما لمتہ لمتہ
وحدی قال المصنف رح فان فی امدحہ ثقلا لما بین الحاء و الہاء من القرب فلعلہ اراد ان فیہ
شیئا من الثقل فاذا انضم الیہ امدحہ الثانی تضاعف ذلک الثقل و حصل التنافر المخل بالفصاحۃ
انتہی اور مستطرف فی کل فن مستظرف مین لکھا ہی و من المستحق فی الالفاظ تباعد مخارج الحروف فاذا
کانت بعدۃ المخارج جاءت الحروف متمکنۃ فی مواضعہا غیر قلقۃ و لا مکدودۃ و المعیب من
ذلک کقول القائل ؎ لو کنت کنت کتمت الحب کنت کما + کنا و کنت و لکن ذاک لو یکن + و کقول

بعضهما یمنّاے و لا الضعف حتی یبلغ الضعف ضعفه + و لا ضعف ضعف الضعف
یل مثله الف‌۔ اور میرزا قتیل شجرۃ الامانی میں لکھتے ہیں قصاحت در کلام آراستگی عبارت با لفاظی ست که دران
تنافر حروف راه نباشد یا خود ستنافر نباشد مثال آن از علم و عمل علم عزت برافراشته و دیگر قلعه قلوب قدیمان قافله
قرب از قشون قلق آنقدر وه قدح پیمایان قرابه قرب قادر ذوالمنن و دست تاسف عنان نشاط از کف اختیار با
گردگان صحرای اشتیاق قامت آن بریق قین خراب برسرا ست اور پادری صاحب کی مستند مولوی غیاث الدین احمد
غیاث اللغات میں بضمن تحقیق لفظ تنافر تحریر فرماتے ہیں تنافر نفرت نمودن و گریختن ست و باصطلاح علم معانی اجتماع
الفاظی چند که بتلفظ با آنها ثقیل باشد و ازان طبع نفرت گیرد چنانچه صدق قول چنانچه عمارت توران و خصوصا که یک دم
از دو سه بار گویند چنانچه این الفاظ خواجه توجه تجارت میکنی انتہی اور با این ہمہ فصحا و بلغا کے کلام میں ایسی
تکرار مکرر و متوالی بھی آئی ہے فارسی میں طوطی ہند امیر خسرو دہلوی فرماتے ہیں ؎ بیچاره خسرو خسته را خون ریختن
فرموده است ٭ بخلقی بست یکطرف آن شوخ تنها یکطرف + اور حضرت جامی فرماتے ہیں ؎ در اصلاب
کرم رسم قدیم ست ٭ کریم ابن الکریم ابن الکریم است + وفی العربی قال الشاعر ؎ رأیت صبیا علی
قصیر یجیل لبد والهلالا + فقلت ما اسمك فقال لولو فقلت لي لي فقال لالا + وقال
الشیخ عبد القادر الجیلی رحمہ ؎ کفاك ربك کم یکفیك واکفة + کفکافها ککمین کان
من کلکا + تکر کرا کرا الکر فی کبد + تحکی مشکشکة کلکلك لکلکا + کفاك ما بي کفاك الکاف
کربته + یا کوکبا کان تحکی کوکبا لفلکا + وقال امرء القیس ؎ غموض عضوض من الجحل لو انها مشت
به عند باب السبسبین لکانفصل + الالا الالا الالا الالا الاء لابث + ولالا الالا الالا الالاء من رحل
فکم کم وکم کم ثم کم کم وکم کم + قطعت الفیافي والمها مه لم امل + وکاف وکفکاف وکفی
یکفها + وکاف کفوف الودق من کفها انهمل + فلو لو ولولو ثم لولو ولولو + دنا دار سلمی
کنت اول من وصل + وفي في وفي في ثم في في وفي في + وفي وجنتي سلمی اقبل لم امل + وسل سل
وسل سل ثم سل سل وسل وسل + وسل دار سلمی والربوع فکم اسل + وشضل وشضل ثم
شضل عشضل + علی حاجبي سلمی یزین مع المقل + پس ان سب سے یہ ثابت ہوا کہ امر فصاحت و منافرت

قُرب المخارج وبُعد المخارج کی تکرار و توالی وغیرہ پر موقوف نہین ہی بلکہ اسکا مدار فقط اہل لسان کے اذواق صحیحہ پر ہے جسکو وہ فصیح سمجھین وہی صحیح ہی اور جسکو وہ مخل ومنافر جانین وہی قبیح کما قال العلامۃ الچلپی فی حاشیۃ المطول وقد صرح هناك بان عدۃ الذوق الصحیح ثقیلا متعسر النطق فهو متنافر سواء کان من قُرب المخارج او بعُدہ او غیر ذلك اور اسمین کوئی شبہہ نہین کہ عرب عربا نے اس کسے معترضہ پادری صاحب کو صحیح کہا اور اُنکے فصحا و بلغا نے بحسب اذواق صحیحہ اپنے اسکو فصیح سمجھا ہی کما قال طرفہ شعر وان شئت سامی واسط الکور راسها ٭ وعامت بضبعیها نجاء الخفید ٭ وقال ایضاً شعر وان یقذفوا بالقذع عرضك اسقهم ٭ بکاس حیاض الموت قبل التهدد ٭ وفی الحماسۃ لا یحمل العبد فینا فوق طاقته ٭ ونحن نحمل ما لا تحمل القلع اب پادری صاحب کے لب ایسے بند ہو گئے کہ پھر کُھل نہین سکتے اور بمقابل ان ادلۂ قاطعہ و براہین ساطعہ کے قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت پر آ وہ کچھ سُنہ نہین آسکتے وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا فالحمد للہ واللہ اکبر کبیرا قوله فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ اگر عبارت قرآنی سورہ عنکبوت رکوع ۳ فما کان جواب قومه غیر ان قالوا بعضهم لبعض اقتلوہ و حرقوہ فانجاہ اللہ من النار ہوتی تو ازروی قاعدہ فصیح ہوتی **اقول** معلوم نہین وہ کونسا قاعدہ ہی جس کی رو سے یہ عبارت غیر فصیح ہوئی اور وہ کون سا قاعدہ ہے جس سے مطابق ہو کر یہ آپکے نزدیک فصیح ٹھہری کاش اگر آپ وہ قاعدہ بھی تحریر فرماتے تو ہم اسکی بہار بھی دکھا دیتے واذ لیس فلیس اور جس قاعدے سے یہان آپنے بزعم خود عبارت قرآن کی اصلاح کی ہی وہ خود غلط املا غلط انشا غلط ہی کیونکہ لفظ بعض لفظاً و معناً مفرد ہی پھر معلوم نہین کہ اُسکے لیے آپنے قالوا صیغہ جمع کس قاعدے سے تجویز فرمایا اور صفحہ ۵۱ مین جو یہ لکھا ہی کہ علم عربی مین نہایت وسعت و بسطت ہی یعنی واحد کا صیغہ واحد کے لیے تثنیے کا صیغہ تثنیے کے لیے جمع کا صیغہ جمع کے لیے یہ سب موجود ہین اُسکو یہان کیون فراموش کیا سچ ہی دروغگورا حافظہ نباشد **قوله** اہل اسلام نے سورۃ الذاریات وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا الخ کو فصحاے عرب کے روبرو پڑھا تو سورۃ الذاریات کے مقابلے مین والباذرات ذرعا فالحاصرات

حصرا فالذاریات قمحا فالطاحنات طحنا فالخابزات خبزا فالثاردات تردا فاللاقمات لقما

اهالتہ وسمنا و لقد فضلتم علی اهل الوبر وما سبقکم المدر - کو پڑھا الی قولہ ابو بکر یہ سنکے

انگشت تاسف و حیرت دانتون سے کاٹنے لگے اور تمام مسلمانون کے لب بند ہو گئے **اقول** قرآن شریف

کے مقابلے مین فصحاے عرب کے جو عجز و تواضع بالتواتر منقول ہین وہ سب اوپر مذکور ہوئے کہ وہ سب بمقابل اسکے

عاجز آگئے اور باوجود عربیت خالصہ و محنت شاقہ و مخالفت تامہ کے بھی کچھ نکر سکے پھر جو پادری صاحب یہ

مہمل عبارت قرآن شریف کی ہمثل آیتون کے مقابلے مین پیش کرتے ہین تو پہلے انکو اپنے منقول عنہ کا

نام لکھنا ضرور تھا کہ کس مورخ و محقق نے یہ قصہ لکھا ہی تاکہ اسکی تنقیح و تنقید کیجاتی خیر اب پادری صاحب کو

یہ بات سمجھائی جاتی ہی کہ یہ بالکل مفتری و مہمل ہے کیونکہ اس قصے مین آپ لکھتے ہین کہ ابو بکر رض یہ سنکر

انگشت بدندان ہو کے متاسف ہوے اور یہ آجکل کے مسلمانون کو البتہ نصیب ہے ورنہ اُس زمانے مین

اگر کوئی صاحب اسمین کچھ لب ہلاتے تو حضرت ابو بکر رض اُنکا ایسا لب بند کر دیتے کہ پھر وہ کبھی لب ہلا سکتے

و ثانیاً یہ کلمات بالکل واہیات از قبیل جہلات ہین کیونکہ کسی مین اُنکے صلے غیر مربوط ہین اور کسی مین

اُنکے متعلقات غیر مضبوط اور کہین قسم ہے تو جواب مفقود اور جواب ہی تو قسم غیر موجود اور کہین ضمیر ہے

تو مرجع نہین اور مرجع ہی تو وہ اُسکا موقع نہین اور کہین ضمیر مخاطب ہے تو مرجع غائب اور مرجع متکلم ہی تو

ضمیر مخاطب اور پھر ان صنائع و بدائع کے سوا روح کلمات یعنی نفس مطلب کا کچھ پتہ ہی نہین پس ایسی

بیہودہ عبارت کو قرآن شریف کی بےمثل عبارت سے کیا علاقہ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ہمارے علماے مفسرین

و علماے محققین نے بے مثلیت قرآن مین جو تحقیق و افادہ فرمایا ہی پہلے آپ اُسکو ملاحظہ کر لیجیے تب معارضہ

قرآن کا دم بھریے حضرت یہ ایسا مشکل کام ہی کہ عرب عربا بھی اسمین عاجز آئے اور لیس ھذا من کلام

البشر کے سوا کچھ نہ کہہ سکے ہیچ ہیں + پیش لب یار کہ جان پرور ست + ہر کہ زند دم ز مسیحا خر ست +

قولہ سورۃ البقرۃ رکوع ۱۷ سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ کَانُوْا

عَلَیْهَا کو جواب دیا یعنی اب کہینگے بیوقوف لوگ کاہے پر پھر گئے مسلمان لوگ اپنے قبلے سے جس پر

تھے یہ مقام غور و انصاف طلب ہے کہ یہود کی اطمینان کلّی اس جواب سے ہوئی یا نہین **اقول** یا درکھیے

جب اپنے عیسائی مذہب پے اعتراضات کرتے کرتے تھک گئے تب یہودیون کے وکیل بنے خیر یکسو
فرق نیست میانِ دوابروت ✤ خوش مصرعی بمصرع ؏ دیگر رسیدہ است۔ اے حضرت پادری صاحب جن یہودیون
کو ذرا بھی عقل و وقوف تھا وہ اسکے بعد کے جملے قُلْ لِّلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
کو سنکر دم بخود ہوگئے اور اُنکو اس سے اطمینان کلّی ہوگیا کہ قادر مطلق و فاعل مختار کو اختیار ہے جدھر چاہے
اپنے بندون کو پھیر دے اور جبتک جدھر چاہے اُدھر نماز پڑھنے کا حکم فرماوے پس سولہ سترہ مہینے تک
مشیت ایزدی اسی کی مقتضی رہی کہ لوگ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھین اور اُسکے بعد یہ حکم ناطق ہوا
فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پس جو سچے مسلمان و فرمانبردار تھے اسکو سنتے ہی بلا ردوکد کعبے
کی طرف پھر گئے اور جو آپکے مانند راہ ہدایت سے دور پڑے تھے وہ بھٹکتے پھرے کما قال اللہ تعالیٰ
وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَيْهِ
وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ
بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

سورۂ بقرہ رکوع ۱۶ پارہ سیقول ۱۲

تمت وباسمک اللھم تمت

شد ختم بر حدیثِ تو آخر بیانِ ما
باشد نگینِ نامِ تو مُہرِ دہانِ ما

كتبه ابو محمد عبد الله غفر له
۱۳- رجب سنہ ۱۳۰۹ مقام کلکتہ

خاتمۃ الطبع

بعون اللہ المنان یہ رسالۂ ہدایت مقالہ موسوم بہ **البیان لفصاحۃ القرآن** ماہ صفر سنہ ۱۳۱۰ ہجری
مقدسہ کو **مطبع انتظامی** واقع کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی مرحوم مین انتظام نیازمند بارگاہ رب صمد
محمد عبد الواحد سے بجلیۂ طبع آراستہ ہوا